بسم اللہ مین ایسی ہے کہ سورہ براءت پر نہین ہے کیونکہ اوس سورے مین مشرکین پر قہر الٰہی کا بیان ہے

اور اس کلام مین رحمت بھری ہوئی ہے دونون ایک جگہ مین جمع نہین ہو سکتے ہین اور ذبح کے وقت

جو بسم اللہ اللہ اکبر کہتے ہین اور رحمن اور رحیم نہین کہتے ہین اوسکی یہی وجہ ہے کہ یہ دونون نام رحمت کے

ہین اور صورت ذبح کی قہر پر دلالت کرتی ہے پس آدمی کو چاہیے کہ اس کلمہ پاک کو ہر وقت زبان پر

جاری رکھے اور اگر ہر وقت نہو سکے تو ستر بار ہر نماز فرض کے بعد پڑھ لیا کرے حقتعالی کے

غضب سے محفوظ ہو کر رحمت مین داخل ہوگا اور خاصیت اس آیت کی یہ ہے کہ پیغمبر خدا صلعم نے

فرمایا ہے کہ جو کوئی پاخانے مین جانے سے پہلے بسم اللہ کہے تو جن اور شیاطین اوسکے ستر کو نہین دیکھ سکتے

ہین پھر جس کلمے کی دنیا مین یہ خاصیت ہے وہ بیشک آخرت مین بھی آگ سے محفوظ رکھیگا یہانتک بسم اللہ کے

معنی تمام ہوئے اب اوس سورۂ فاتحہ کے معنی بیان ہوتے ہین شان نزول اس سورۂ متبرکہ کا یہ ہے کہ

مولانا یعقوب چرخی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت

کی ہے کہ حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک روز مین جنگل مین چلا جاتا تھا کہ ناگاہ مینے

ایک آواز سنی کہ یا محمد اس آواز سے مین ڈر کر اپنے گھر چلا آیا اور خدیجہ سے مینے یہ حال بیان کیا دوسرے

روز خدیجہ مجھے ورقہ بن نوفل کے پاس لیگئی کہ چچازاد بھائی اوسکا تھا اور علم توریت و انجیل کا اوسے

خوب حاصل تھا اوسنے یہ حال سنکر کہا کہ اے لڑکے اگر تو دوبارہ جنگل مین جاوے اور وہی آواز سنے تو

کان لگا کر سنا کہ وہ کیا کہتا ہے دوسرے روز جو مین جنگل مین گیا تو مینے پھر سنا کہ یا محمد اوس وقت

دیکھتا کیا ہون کہ ایک تخت زرین درمیان آسمان اور زمین کے ہوا پر کھڑا ہے اور اوسپر ایک مرد نورانی

بیٹھا ہے جب مینے اوسکو دیکھا پھر اوسنے پکارا کہ یا محمد صلعم مینے کہا کہ حاضر ہون اوسنے کہا کہ مین جبرئیل ہون

اور تو نبی ہے اس امت کا پھر کہا کہ کہہ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا

عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اور اوسکے بعد کہا کہ کہہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ آخر سورہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ

یعنی تمام صفت اور ثنا اور خوبیان واسطے اللہ ہی کے ہین

ف ١ فرق حمد اور شکر اور مدح میں

پہلے جاننا چاہیے کہ حمد مین اور مدح مین اور شکر مین کیا فرق ہی جب تینون مین فرق سمجھا جاویگا تو
حمد کے معنی خوب ذہن مین آوینگے پس مدح زندہ اور غیر زندہ دونونکو شامل ہی جیسے کہتے ہین کہ فلانا باغ
کیا اچھا ہی اور فلانا موتی کیا خوب ہی یا فلانے کی آنکھین کیا اچھی ہین اور فلانا شخص بڑا نیکبخت ہے اور
حمد فقط زندیکو ہوتی ہی اور مدح کبھی پہلے احسان کے ہوتی ہی اور کبھی بعد احسان کے اور حمد بعد احسان کے
ہی ہوتی ہی اور بعض مدح ممنوع بھی ہی جیسے کہ آنحضرت نے فرمایا ہی اُحْثُوا التُّرَابَ فِي وُجُوهِ الْمَدَّاحِينَ
یعنی خاک ڈالو منہ مین مدح کرنیوالون کے یعنی جو بیجا مدح کرتے ہین اور حمد ہر طرح درست بلکہ مستحب ہے
جیسے کہ حضرت نے فرمایا ہی مَنْ لَمْ يَحْمَدِ النَّاسَ لَمْ يَحْمَدِ اللهَ یعنی جسنے حمد نکی لوگونکی اوسنے
حمد نہ کی اللہ کی اور جاننا چاہیے کہ حمد اور مدح مین ایک فرق یہ بھی ہی کہ حمد اوسکو کہتے ہین کہ محمود مین جو
صفتین واقعی ہون اونکا بیان کرے اور مدح مین یہ قید نہین اگر واقعی صفتون سے زیادہ تعریف کرے
اوسکو مدح کہتے ہین حمد نہین کہتے ہین اس واسطے حمد ہمیشہ درست اور جائز ہوتی ہی اور مدح جس
صورت مین خلاف واقع ہو ناجائز ہوتی ہی اس واسطے مداحون کے منہ مین خاک ڈالنے کا حکم
دیا ہی کیونکہ ہر چیز فنا ہونے والی ہی اور عیب دار ہی بہت مدح نہ چاہیے اور شکر عوض مین نعمت
بھیجی ہوئی کے ہوتا ہی اور بدون نعمت کے نہین ہوتا اور حمد اوپر نعمت بھیجی کے اور غیر بھیجی کے
دونون پر ہوتی ہی اللہ تعالی مستوجب حمد کا ہر حال مین ہی قطع نظر حصول نعمت کے اس واسطے
حمد کو اوپر مدح کے اور شکر کے اختیار فرمایا اور المدح للہ والشکر للہ نہ فرمایا اور اگر کوئی کہے کہ
یہ سورت تو بندے کو تعلیم فرمائی ہی یون فرمایا ہوتا احمد اللہ یعنی حمد کرتا ہون مین اللہ کو سو یہ
اس واسطے نہ کہا کہ اسمین دعوی ہوتا ہی کہ مین حمد کرتا ہون اور حالانکہ تمام مخلوق عاجز ہے
اس سے کہ حمد کرے اوس خالق کل کی پھر بشر عاجز کا کیا مقدور ہی کہ حمد خداوند کی بجالاوے اس واسطے یون
نہ فرمایا تاکہ بندہ قیامت کو شرمندہ نہو جو وقت پوچھنے کے کہ تو بار بار پانچون نماز مین جو کہتا تھا کہ
مین حمد کرتا ہون سو تو نے کیا حمد کی پس معنی الحمد للہ کے یہ ہوئے کہ تمام تعریف واسطے اللہ کے

ف ٢ داود علیہ السلام

بندے سے وہ تعریف ہو سکے یا نہو سکے لیکن سب تعریف اوسیکے واسطے ہی نقل ہی کہ حضرت داود نے حقتعالی کی

جناب مین عرض کیا کہ خداوندا مین کیونکر تیرے شکر سے چھٹکارا پاؤن کس واسطے کہ جو شکر مین کرتا ہون
وہ تیری ہی توفیق سے کرتا ہون پس اس شکر کے واسطے ایک شکر اور چاہیے اور بندا سپر کہان قادر ہوسکتا ہے
فرمایا کہ ای داؤد جب بندے نے میری شکر سے آپکو عاجز جانا گویا میرا شکر بجالایا جیسا کہ کسینے کہا ہی ع خاموشی
از ثنای تو حد ثنای تست ۞ اس واسطے اپنی رحمت سے الحمد للہ نے فرمایا کہ دعوی حمد کا محض غلط ہوتا ہی اور
اگر کوئی کہے کہ حمد کے قابل اور بھی لوگ ہوتے ہین جیسے مرید پیر کی حمد کرتا ہی اور شاگرد اوستاد کی اولاد ان کا
ماں باپ کی سو تمام حمد اللہ ہی کو نہوئی بلکہ حمد مین اور بھی شریک ہوگئے اسکا جواب یہ ہی کہ یہ بھی حمد اللہ ہی کی
ہو جاتی ہی کیونکہ اگر وہ محبت ماں باپکی جیمین نہ ڈالتا تو وہ کیونکر لڑکے کو پالتے اور اگر پیر اور اوستاد کو علم یہ
قدرت نہ دیتا اور اونکے جیمین ہماری تعلیم کی محبت نہ ڈالتا تو وہ کیونکر تعلیم کر سکتے یا امیرون کو اور
بادشاہونکو دولت نہ دیتا اور توفیق خیر جیمین نہ ڈالتا تو وہ غریبونکو کیونکر پرورش کر سکتے کیونکہ
جو خود محتاج ہو وہ دوسرے کو کیا دیوے سو یہ حمد بھی اللہ ہی کے واسطے ہی دوسرے کیے واسطے نہین ہی اسکی
مثال ایسی ہی جیسے کہ ایک امیر کے گھر ہم مہمان گئے اور اوس امیر نے اپنے خدمتگارونسے کہا کہ جس وقت انکو
کچھ حاجت ہو اوسیوقت اوس حاجت کو بر لاؤ سو نادان لوگ اون خدمتگارونکو اپنا منعم جانتے ہین
اور دانا لوگونکا خیال اوس امیر کے انعام پر رہتا ہی اور خدمتگارونکو واسطہ محض سمجھتے ہین اور جب شکر کرتے ہین
اوس امیر ہی کی حمد کرتے ہین اور جانتے ہین کہ یہ امیر اگر اجازت نہ دیتا تو یہ خدمتگار لوگ ہماری خدمت کیون
کرتے سو مسلمانونکو چاہیے کہ نعمت کسی بندے کے ہاتھ سے پہونچے اوسکو یون سمجھے کہ میرا بادشاہ خوان بھر بھر کر نعمت اپنے
خدمتگارونکے ہاتھ بھیجتا ہی اور اس پردہ مین میری پرورش کرتا ہی اور یہ خاصیت لڑکونکی ہوتی ہی کہ جب
ماں باپنے اپنے لڑکے کو حوالہ دائی کے کیا اور وہ لڑکا دائی سے ہلا تو وہ دائی سے چیزین مانگنے لگا تب وہ دائی
اوسکے ماں باپ سے لیکر اوسکو دیتی ہی سو وہ لڑکا نادانی سے جانتا ہی کہ میری منعم یہ دائی ہی سو مسلمان بالغ کو چاہیے
کہ مانند اوس لڑکے نادان کے نہ بن جاوے بلکہ جو نعمت کسی کے ہاتھ سے پہونچے تو یون جانے کہ میرے آقا نے مجھکو
دی ہی چنانچہ قرآن شریف مین بھی اسکا اشارہ کیا ہی کہ وَمَا بِكُم مِّن نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللَّهِ یعنی جو نعمت تمکو
پہونچی ہی وہ اللہ ہی کی طرف سے ہی یعنی اوسکی طرف سے جانو اور بیچ والونکو خدمتگار اوس آقا کا سمجھو لیکن جسکے

ہاتھ سے آقا دلوا وے اوسکا بھی شکر کرے کہ یہ بھی آقا نے فرمایا ہی جیسا کہ حق تعالےٰ فرماتا ہی اَنِ اشکُر لِی
وَلِوَالِدَیکَ یعنی میرا شکر کرو اور اپنے ماں باپ کا اور جاننا چاہیے کہ منعم اوسے کہتے ہین کہ نعمت کے
بدلے ہین کوئی چیز نہ طلب کرے سو یہ ذات پاک حق تعالی کی ہی کہ بے غرض انعام فرماتا ہی اور بندہ جو
احسان کرتا ہی سو وہ غرض سے خالی نہین ہوتا کوئی ثواب چاہتا ہی کوئی رضامندی اللہ کی چاہتا ہی کوئی
ناموری چاہتا ہی کوئی عوض اوسکا چاہتا ہی غرض انعام محض کوئی نہین کرتا ہی سوا جناب پاک کبریا کے پس
جسکا انعام غرض سے خالی نہوا وہ منعم حقیقی نہوا اور جب منعم حقیقی نہوا تو لائق حمد کے حقیقۃً بھی نہوا اور اگر
کوئی کہے کہ ہر جگہ تسبیح کو اوپر تحمید کے مقدم کیا مثلاً فَسَبِّح بِحَمدِ رَبِّکَ یہان فقط تحمید کو ذکر کیا اسکا
کیا سبب ہے اسکا جواب یہ ہی کہ تسبیح مقدم اوپر تحمید کے اوس وقت ہوتی ہی کہ جہان دونون مذکور ہون
اور اس سورت مین فقط تحمید کا ذکر ہی اور اگر کوئی کہی کہ یہان تحمید کو کیون اختیار کیا اور تسبیح کو نہ کیا
اسکا جواب یہ ہی کہ تحمید کے معنو مین تسبیح کی معنی آجاتے ہین اور تسبیح کے معنو مین تحمید کے معنی نہین آتے
کیونکہ تسبیح کے معنی یہ ہین کہ ذات اور صفات حقتعالے کی سب نقصانون سے اور عیبون سے پاک ہی اور معنی
تحمید کے یہ ہین کہ تمام خوبیان اوسیکے واسطے ہین پس معلوم ہوا کہ کوئی نقصان اوسمین نہین ہے
اس واسطے کہ تمام خوبیان اوسمین ہوتی ہین کہ جسمین کسی طرح کا نقصان اور عیب نہووے سو معنی
تسبیح کے تحمید مین حاصل ہوتے ہین اس واسطے تسبیح کا ذکر کرنا کچھ ضرور نہوا اور علمانے کہا ہی الحمد للہ کے
آٹھ حرف ہین اور دروازے بہشت کے بھی آٹھ ہین جب بندے نے الحمد للہ کہا آٹھون دروازے
اوسکے واسطے کھل جاتے ہین اور عالمون نے کہا ہی کہ یہ کلمہ بڑا بزرگ ہے اسکو بموقع جگہ پر کہنے کے
ایک نقل ہی کہ اوسکے سننے سے خوب سمجھ مین آجاویگا کہ جگہ کونسی لائق کہنے کے ہی اور کونسی نہین ہی ایک
بزرگ کہتے تھے کہ مینے ایک بار الحمد للہ کہا تھا اوس وقت سے تیس برس ہوئے استغفار کرتا ہون لوگون نے
پوچھا کہ اسکا کیا سبب ہے کیونکہ استغفار تو گناہ ہونے سے کرتے ہین جواب دیا کہ بعضے وقت اوسکے
کہنے سے گناہ ہوتا ہی پھر بیان کیا کہ سبب استغفار کا یہ ہی کہ ایک روز بغداد مین آگ لگی اور دکانین
ساری جل گئین اور میری بھی دو کان وہان تھی ایک آدمی نے آن کر کہا کہ ای شیخ تیری دکان بچ رہی

اور سب جل گئین مینے کہا الحمد للہ پھر جو مینے تامل کیا تو معلوم ہوا کہ اسجگہ یہ کلمہ کہنا خلاف مروت کے ہی کیونکہ سارے
مسلمانون کا مال جل گیا اور مینے کلمہ غمگساری کا نہ کہا بلکہ اپنے مال بچنے پر خوش ہوا سو یہ خلاف اسلام کے ہی
مسلمان وہ ہی کہ جیسے اپنے نقصان پر ملول ہو ویسا ہی دوسرے بھائی کے نقصان پر مینے انا للہ کے
بدلے الحمد للہ کہا اس واسطے تیس برس سے استغفار کرتا ہون اور بزرگی اس کلمے کی یہ ہی کہ جب
حضرت آدم کے بدن مین روح ناف تک پہونچی تو چھینک آئی کہا الحمد للہ حق تعالی نے جواب
فرمایا یرحمك الله اور گروہ فرشتون کے ایک طرف بیٹھے تھے فرمایا اللہ نے کہ اے آدم
انکے پاس جا اور کہہ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ سو موجب حکم کے گئے اور کہا اونھون نے جواب دیا
وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ وَمَغْفِرَتُهٗ جب فرمایا حق تعالے
نے کہ یہی تحفہ تیری ذریت کے واسطے مقرر ہوا ہی کہ وقت ملاقات کے سلام علیک
کیا کرین اور جو کوئی چھینکے تو وہ الحمد للہ کہے اور دوسرا یرحمک اللہ کہے اور اہل جنت کا بھی
یہی سلام علیکم تحفہ ہی اور نعمت ملنے کے بعد الحمد للہ کہین چنانچہ قرآن شریف مین فرمایا ہے
وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اور اگر کوئی کہے نزول اس سورت کا
واسطے تعلیم کرنے بندون کے ہی کہ مناجات کے وقت یون کہا کرین پس کیون نہ فرمایا کہ قولوا
الحمد للہ یعنی کہو الحمد للہ جواب اسکا یہ ہی کہ اگر یون فرمایا ہوتا تو اس کلمے کے کہنے کا حکم ہو جاتا اور بعد
اسکے اگر بندے قصور کرتے تو اونپر بڑا غضب نازل ہوتا اس واسطے کہ حکم نہ ماننا پادشاہ عالی قدر
کا موجب غضب کا ہی مثال اسکی یہ ہی کہ اگر کوئی لڑکا اپنے باپ کا حکم نمانے تو باپ اوسکا بہت
ناراض ہوگا اس واسطے کہ صاف حکم کو ٹالا اور اگر یون کہے کہ فلانا کام ضرور ہی اور خطاب نکرے
کسی سے اور بیٹا وہ کام نہ کرے تو چندان خفگی کے لائق نہوگا اس واسطے کہ اوسکو عذر کی گنجایش ہے
اور بندہ اللہ جل شانہ کی حمد سے عاجز ہی یہانتک کہ آنحضرت نے فرمایا ہی لا احصی ثناء علیك
انت كما اثنيت على نفسك تو دوسرے کا کیا مقدور ہی کہ اوسکی حمد بجا لاوے اس واسطے
اپنی رحمت سے صاف حکم نہ کیا کہ وقت قصور کے عذاب مین گرفتار نہووین

رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

یعنی پرورش کرنیوالا عالمون کا ہے

رب کے کئی معنی آئے ہین ایک مالک دوسرے موجد یعنی خالق تیسرے سردار چوتھے مربی اور یہ سب معنی اللہ کی ذات پاک مین پائے جاتے ہین مگر اس مقام مین مناسب معنی مربی کے ہین یعنی ربوبیت کے اور ربوبیت کے معنی پرورش کرنیکے ہین یعنی ایک چیز کو درجہ بدرجہ کمال کو پہونچانا جیسے کہ باغبان پہلے بیج بوتا ہے جب شاخ نکلتی ہے تو پانی دیتا ہے جب بڑا ہو جاتا ہے تو قلم کرتا ہے غرض اسی طرح سے تربیت کرتا ہے تاکہ اپنے کمال کو پہونچے اور جب کمال کو پہونچتا ہے تو پتے اور پھل لاتا ہے اور جیسے کہ ماں اور باپ اپنے لڑکے کے حق مین پرورش کرتے ہین لیکن ربوبیت کبھی خاص ہوتی ہے ساتھ ایک شخص کے جیسے کہ ماں اور باپ فرزند کے حق مین ربوبیت کرتے ہین یا باغبان ایک باغ یا دو باغ کے حق مین پرورش کرتا ہے یا بادشاہ اور امیر اپنے ملک اور لشکر کے حق مین ربوبیت کرتے ہین سو اس قسم کی ربوبیت کرنیوالے کو کوئی موحد اور مشرک قابل عبادت کے نہین جانتا ہے اور کبھی ربوبیت کسی چیز پر ہوتی ہے جیسے کہ ربوبیت اربع عناصر کی کہ وہ جنین اونپر مقرر ہین مثلاً ہندؤن کے گمان مین پانی پر جو روح ہے ہندی زبان مین نام اوسکا بھیرون ہے اور آگ پہ جو مقرر ہے نام اوسکا جوالا ہے یا ربوبیت یا تاثیر چاند کی اور سورج کی اور سوا اسکے جو اور ستارے ہین مثلاً مریخ مربی تیسری اقلیم کا ہے سو اس ربوبیت کو عام سمجھکر مشرک لوگ قابل عبادت کے جانتے ہین اور دھوکے مین پڑتے ہین اور کہتے ہین کہ انکی پرورش سب پر عام ہے لیاقت عبادت کی یہ سب چیزین رکھتی ہین کوئی گنگا نام رکھکر پوجتا ہے اور کوئی خواجہ خضر کے دھوکے سے دریا پر پھول اور زنا چڑھاتا ہے اور کوئی قمر در عقرب کو تلاش کرتا ہے کہ اگر قمر عقرب مین آیا ہو تو شادی نہ کرون کوئی مینہہ برسنے کے واسطے ستارونکی گردش کو اور اونکے نچھترونکو پوچھتا ہے اور حقیقت مین غور کرکے نہین دیکھتے ہین کہ انکی بھی ربوبیت عام نہین ہو سکتی ہے کیونکہ جو پرورش سورج کی ہے وہ چاند نہین کرسکتا ہے اسی طرح سے آگ کی جو پرورش ہے وہ پانی مین نہین ہے اور جو پانی کی پرورش ہے وہ آگ مین نہین ہے پس معلوم ہوا کہ انکی بھی پرورش خاص ہے ایک ایک چیز پر مثلاً تاثیر سورج کی عالم حرارت مین ہے رطوبت مین نہین اور تاثیر چاند کی عالم

ف پانی اور جوالا نام ہندؤن کا اور اسلام مین ان دونون کا بلحاظ ابعض ۱۲

رطوبت مین ہی حرارت مین نہین چاند محتاج ہی حرارت کے پیدا کرنے مین اور سورج عاجز ہے
رطوبت کے پیدا کرنے مین سو انکی بھی پرورش خاص ہے عام نہین ہی اور ایک دوسرے کی تاثیر مین
عاجز او محتاج ہی اور تاثیر ان سب ستارون کی مثلاً تاثیر آفتاب کی عالم حرارت مین اور تاثیر چاند کی
عالم رطوبت مین اپنی ذات سے نہین بلکہ اس تاثیر کو بھی وہی رب العالمین پیدا کرتا ہی سورج او چاند کو کچھ
اپنا اختیار نہین جیسے قلم لکھنے والے کے ہاتھ مین ہوتا ہی اور لکھنے مین اپنا اختیار کسی طرح نہین رکھتا ایسی ہی
حال ان سب [illegible] او ستارون کا ہی پس اون سب مین دو طرح کا نقصان ہی ایک یہ کہ انکا سب
عالم مین تصرف نہین دوسرے یہ کہ جس قسم مین اوسکی تاثیر ہی وہ اپنی ذات مین اور اپنے اختیار مین
نہین پس اونکو پوجنا ایسا ہوا کہ جیسے کوئی قلم کی پوجا او بندگی کرے اس غرض سے کہ وہ پروانہ
حاجت براری کا اسکے واسطے لکھے اور جب عاجزی اور محتاجی انکی ثابت ہوئی تو وہ قابل
عبادت کے نرہے اور جب قابل عبادت کے نہ رہے پھر جو عبادت کرے اونکو وہ مشرک ہی
عبادت چاہیے رب العالمین کو کہ جو تمام عالمون کا رب ہے کہ پرورش اوسکی تمام عالمونکو احاطہ
کر رہی ہی نقل ہے کہ جب فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے سوال کیا کہ مَا رَبُّ الْعَالَمِينَ یعنی
کون ہی رب سب جہانونکا اونھون نے جواب دیا کہ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا یعنی
رب آسمانون کا او زمینون کا اور جو کہ اون دونون مین ہی فرعون کو بڑا تعجب آیا تب حضرت نے
دوبارہ فرمایا رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَائِكُمُ الْاَوَّلِينَ پہلی بار تو جو عام ربوبیت مکانون مین تھی وہ فرمائی
اور دوسری بار جو عام ربوبیت زمانون مین تھی وہ ارشاد کی گویا کہ یون ہوا کہ جب اونے پوچھا کہ کون
ہے رب العالمین حضرت نے فرمایا کہ وہ ہی جو مالک ہے آسمانونکا او زمینون کا اور جو مکان ہین
ان دونون مین جب اوسے تعجب ہوا تو فرمایا کہ تو مکانونمین کا رب جانکر گھبرایا بلکہ جس زمانمین
کہ تمھارے باپ دادا کو پیدا کیا ہے اوس زمانے کا بھی وہی مالک ہی فرعون نے بہت محال
جانا اوسکو کہ ایک ذات اتنے مکانونمین اور زمانونمین کیونکر رب ہو سکے اسکو محال جانکر حضرت
موسیٰ کو مجنون ٹھہرایا جب حضرت نے دیکھا کہ اسنے بہت بعید جانا ربوبیت عام کو فرمایا تو اسکو بعید

جانتا ہی اوسکی ربوبیت اس سے بھی بڑی ہی رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا یعنی رب پورب کا اور پچھم کا اور جو کہ بیچ پورب اور پچھم کے ہی یعنی جیسے کہ ربوبیت اوسکی عام ہی مکانون اور زمانون مین اسی طور سے عام ہی اوضاع مختلف مین کہ پورب کی وضع کچھ اور ہی اور پچھان کی وضع کچھ اور ہی پچھان کی بولی کچھ اور طور کی ہی اور پورب کی بولی کچھ اور طور کی ہی سو معلوم ہوا کہ قابل عبادت کے اور لائق حمد و ثنا کے وہی ایک ذات ہی کہ ہر چیز اوسکی محتاج ہے اور ربوبیت اوسکی خاص نہین بلکہ عام ہے اس واسطے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب دیکھا کہ کوئی سورج کو پوجتا ہی اور کوئی چاند کو اور کوئی ستارون کو توجہ کرکے جو دیکھا تو حق تعالی کے ورے ان سبکو عاجز پایا اوس وقت سب مشرکین کے طریقے سے بیزار ہو کر اپنے پروردگار حقیقی کی طرف رجوع کیا اور کہا اِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ سو حق تعالی نے اس اعتقاد کو بہت پسند کیا اور اوس روز سے خلیل اپنا مقرر کیا اب ایک تقریر اور بیان ہوتی ہی اوسکے سمجھنے سے رب العالمین کے معنی خوب ذہن نشین ہو جاوینگے سو جاننا چاہیے کہ عالم مین جو موجود ہی یا تو ذات ہی یا صفت پھر ذات جیسے آسمان اور زمین صفت جیسے رنگ اور مزہ اور بو اور ذات کو منطقی جوہر کہتے ہین اور صفت کو عرض کہتے ہین اور ذات کی دو قسم ہین ایک جسم دوسری روح جسم اوسکو کہتے ہین کہ محسوس ہو اور طول عرض عمق رکھتا ہو اور ایک صورت اور مقدار اوسکی معین ہو اور اپنی صورت اور مقدار کو چھوڑکر دوسری صورت اور مقدار کو اختیار نہ کرسکے اور روح اوسکو کہتے ہین کہ محسوس نہو اور طول عرض عمق و مقدار اور صورت معین نہ رکھے بلکہ جیسی شکل چاہے ویسی اختیار کرے اور جیسی مقدار چاہے ویسی ہو جاوے اور جو کچھ چاہی بنکر دکھلائی دینے لگے چاہے آدمی بن جاوے چاہے حیوان اور مراد روح سے فقط جان ہی نہین ہے بلکہ شامل ہے ملائکہ و جنات کو بھی اور جسم کی بھی دو قسم ہین ایک حاوی اور ایک سفلی اور علوی کی بہت قسم ہین جیسے عرش اور کرسی اور سدرۃ المنتہی ہی اور لوح اور قلم اور بہشت اور دوزخ اور ستارے اور آسمان ساتون اور سفلی کی دو قسم ہین ایک بسیط ہی کہ وہ ایک شے ہو اور کسی چیز سے ملکر بنی نہو جیسے

فائدہ: تقریر واضح معنی رب العالمین ۱۲

ف: طول یعنی لنبان عرض یعنی چوڑان عمق یعنی گہراو ۱۲

کہ پانی آگ ہوا خاک دوسری مرکب ہی کہ ان بسیط چیزون سے ملکر بنی ہو پھر اگر چارون چیزون
ملکر بنی ہی تو اوسکو مرکب تام کہتے ہین جیسے کہ معدنیات اور نباتات اور حیوانات اور ان تینون قسمونکو
مرکب تام اسواسطے کہتے ہین کہ یہ چارون چیزون سے یعنی خاک و پانی اور آگ و ہوا سے مرکب ہو کر بنی ہین
اور اونکے تمام کی تفصیل بیان نہین ہو سکتی ہی اور اگر تین سے یا دو سے ملکر بنی ہو تو اوسکو مرکب ناقص کہتے ہین
اس قسم کی چیزین بھی خدا تعالی نے بہت بنائی ہین کہ بیان اونکا مشکل ہی مگر مختصر کچھ بیان کرتا ہون کہ قدرت
رب العالمین کی معلوم ہو جاوے جیسے کہ بخار ہی کہ یہ مرکب ہے پانی اور ہوا سے اور غبار ہی کہ مرکب ہے خاک اور
ہوا سے یا دھوان ہی کہ مرکب ہی آگ و ہوا سے ان تینون سے رب العالمین نے عالم بہت سے پیدا کئے ہین غبار سے آندھی کو
پیدا کرتا ہی بخار سے مینہ کو برساتا ہی اور جب بخار بہت دور چڑھ جاتا ہی تو وہان جاکر سردی کھاتا ہے
اور اوس سے برف پیدا ہوتی ہی اور اوسی سے بجلی اور کڑک و ستارے دم دار اور ستارے ٹوٹنے کی شکل کے پیدا ہوتے
ہین اور جب بخار اور دھوان ملکر زمین مین بند ہو جاتا ہی پھر وہ حرکت کرتا ہی تو اوس سے زلزلہ پیدا ہوتا ہی اور
جب صرف بخار زمین مین جاکر بند ہوتا ہی اور ہوا کی قوت سے باہر آتا ہی تو اوس سے چشمے جاری ہوتے ہین اور
جو کچھ بخار درمیان آسمان و زمین کے بسبب سردی ہوا کے رات کو جم جاتا ہی سو زمین پر گرتا ہی سو اوسکو
شبنم کہتے ہین اور اگر جم کر آسمان و زمین مین ٹھہرا رہتا ہی اوسکو کہرا کہتے ہین اور کہاسا بھی کہتے ہین
اور بعضے شہرون مین یہی بخارات جمکر شکر سفید اور شکر سرخ کی صورت ہو کر زمین پر برستے ہین
اوسکو ترنجبین اور شیرخشت اور من کہتے ہین غرض جسکو رب العالمین کی ربوبیت کا دریافت کرنا
بالکل منظور ہو تو کتاب عجائب کائنات مین دیکھ لیوے اور ارواح کی بھی کئی قسمین ہین ایک وہ جو
تو صرف نیک ہوتی ہی اوسکو فرشتہ کہتے ہین اور ایک صرف بد ہوتی ہی اوسکو شیاطین کہتے ہین یا
ملی ہوئی ہوتی ہی نیکی اور بدی سے اوسکی دو قسمین ہین ایک جن دوسرے بنی آدم اور فرشتے بھی تین قسم کے
ہین ایک قسم کے وہ فرشتے ہین کہ اونکو خدمت ہی اجسام علوی کی جیسے کہ اوٹھانیوالے عرش
کے اور نگاہ رکھنے والے کرسی کے اور داروغہ بہشت اور دوزخ کے اور رہنے والے سدرۃ المنتہی کے
اور حجاب و بیت المعمور کے اور کھینچنے والے ستارون کے اور چرخ دینے والے آسمانون کے

دربان اونکے ہین اورانھین مین سے ایک فرقہ ہی کہ اجسام سفلی سے علاقہ رکھتے ہین جیسے کہ فرشتے
ابر اور ہوا پر موکل ہین کہ ہر قطرہ کے ساتھ آتے ہین اور ہوا موافق حکم کے چلاتے ہین اور بعضے فرشتے زمین پر
موکل ہین اور بعضے آدمیونکی محافظت کرتے ہین اور اونکے اعمال لکھتے ہین اور بعضے فرشتے مقرر ہین
اس بات پر کہ جو لوگ اسمای الہی اور عزیمت پڑھین اونکی مدد اور اعانت کرین مگر یہ جاننا چاہئے کہ بدون حکم
خدا تعالی کے کسی مین کسی طرح کی کچھ طاقت نہین ہی کہ اپنے اختیار سے کچھ کر سکین اور اپنے معتقدین کو
کچھ نفع یا اپنے منکرین کو کچھ ضرر پہونچا سکین یہ بات ہرگز نہین ہوسکتی ہی اور دوست اونکا وہی ہے
کہ جو اللہ کا بندہ فرمان بردار ہی اور دشمن اونکا وہی ہی کہ جو بندہ نافرمان ہی اور دوسری قسم
فرشتونکی وہ ہی کہ عبادت مین مشغول ہین اور خدمت اونکی تسبیح اور تقدیس اور ذکر الہی ہی اس طرح کے
فرشتے اتنے ہین کہ بشر کا مقدور نہین ہی کہ اونکو گن سکے چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہی کہ آسمانونکی
ایک بالشت بھر جگہ فرشتون سے خالی نہین ہی جس جگہ دیکھنے مین آیا تو فرشتے ہاتھ باندھے کھڑے ہین
یا رکوع مین ہین یا سجود مین ہین تیسری قسم کے فرشتے وہ ہین کہ بڑے بڑے کام عالم مین اونکی
تدبیر سے ہوتے ہین جیسے کہ وحی کا لانا اور رزق کا پہونچانا اور فتح اور شکست کا دینا اور ارزانی اور
گرانی کا کرنا اور مال و دولت کا دینا اور جان کا نکالنا اور ملک کا برباد کر دینا سو ان کامون مین حق تبارک
و تعالی نے چار فرشتون کو مقرر کیا ہی جبرئیل علیہ السلام میکائیل اسرافیل عزرائیل اور اونکے فرمان بردار
فرشتے بہت سے ہین کہ اللہ جلشانہ کا حکم پہلے ان چار ونکو پہونچتا ہی پھر یہ اپنے فرمان بردار ونکو حکم دیتے
ہین اور خود بھی کرتے ہین اور جاننا چاہیے کہ تمام عالم کے ساتھ ربوبیت رب العالمین کی بہت
انواع و اقسام کی ہی اور اسباب اوسکے اسقدر ہین کہ اوسکا شمار بہت مشکل ہی آدمی کا مقدور نہین ہی کہ
بیان کر سکے کیونکہ ایک پرورش انسان مین سیکڑون اسباب ہین تفصیل اوسکی نہین ہوسکتی ہی مگر
مثال کے واسطے تھوڑا سا بیان کرتا ہون تا کہ معلوم ہوجاوے کہ رب العالمین کی ربوبیت کوئی
قیاس مین نہین لا سکتا ہی مثلاً آدمی ایک اپنی غذا کو غور سے دیکھے کہ جسکو دو دو اور تین تین وقت
کھاتا ہی اور اوسکی خوبیون سے غافل رہتا ہی نگاہ کرے کہ کس کس طرح کے اسباب ایک کہانی کے واسطے

پیدا کیے ہین پہلے تو پانچ حواس دیے ہین کہ جسکو حواس خمسہ کہتے ہین اور سمین سے ایک قوت
چھونیکی دی ہے تاکہ آگ کی گرمی اور برف کی سردی اور تلوار کی برش کو دریافت کرے اور سخت
اور نرم چیز کو پہچان لیا کرے اگر یہ قوت اوسکو چھونیکی نہ دی ہوتی تو پتھر کو بھی منہ مین ڈال جاتا اور
آگ کو بھی کھانے لگتا غرض کوئی چیز نفع کرنیوالی اور ضرر پہونچانیوالی کو چھونے سے نہ پہچان سکتا
اور دوسری قوت سونگھنے کی دی ہے تاکہ جسمین بری بو ہو اوسکو نہ سونگھے اور نہ کھاوے
اگر یہ قوت نہ دی ہوتی تو مشک و حیر کین اوسکے نزدیک برابر ہوتی پھر تیسری قوت دیکھنے کی
دی ہے تاکہ خوش رنگ چیز کو دیکھکر مسرور ہووے اور خواہش کرے اور اچھی اچھی چیزون کو کھاوے
اور بری بری چیزون سے نفرت کرے اگر یہ قوت نہ دی ہوتی تو خوش رنگ اور بدرنگ
اوسکے نزدیک برابر ہوتا اچھی اور بری چیز کی قدر نہوتی اور نافع کی رغبت نکر سکتا اور ضار سے
بچ نسکتا پھر چوتھی قوت سننے کی دی ہے تاکہ اچھی تحفہ چیز کا نام سنکے اوسکو منگا کر کھاوے اور
بری چیز کا نام سنکر اوس سے بھاگے اور کوئی کہے کہ تجھکو فلانا مارنے آتا ہے تو چھپ رہے اور کوئی
کہے کہ خلعت دینے آتا ہے تو بیٹھا رہے اگر یہ قوت نہ دی ہوتی تو اچھی چیز پر رغبت نہ کر سکتا
اور بری چیز سے بچ نہ سکتا پھر پانچوین قوت چکھنے کی دی ہے تاکہ مزہ دریافت کرے کہ یہ
چیز میٹھی ہے یا کھٹی ہے اور کڑوی ہے یا پھیکی ہے اگر یہ قوت نہ دی ہوتی تو مزے سے واقف نہوتا
کہ کڑوی کونسی چیز ہے اور میٹھی کونسی چیز ہے اوسکے آگے ایلوا اور مصری برابر ہوتا اور طبیعت اچھی
طرح قبول نکرتی ہمیشہ بیماریون مین گرفتار رہتا پھر رب العالمین نے حافظہ عنایت کیا تاکہ اچھی
چیزونکا مزہ اور رنگ اور خوشبو یاد رکھے اگر حافظے کو پیدا نہ کرتا تو جب کھاتا جب ہی مزہ آتا
پھر وہ مزہ بھول جاتا تو کیونکر فرمایشین کرکے منگاتا اور کھاتا پھر چھٹی قوت کلام کرنیکی دی ہے
تاکہ کھانیکے وقت فرمایش کرے کہ فلانی چیز میرے آگے لاؤ اور فلانی چیز کو اٹھا لیجاؤ یا فلانی
چیز آج پکوانا اور فلانی چیز نہ پکوانا پھر اگر یہ قوت نہ دی ہوتی تو جب چاہتا گوشت کو آگے آتی دال ور
جی چاہتا دال کو تو آگے آتا گوشت کس واسطے کہ بولا تو جاتا نہین جو کچھ سامنے آتا وہی کھانا پڑتا

پھر پانوں واسطے تلاش کے دیے ہین اور ہاتھ واسطے پکڑنیکے بنائے ہین اگر رب العالمین پانون
نہ دیتا تو اپنی مرغوب غذا کو کیونکر تلاش کرکے لاتا اور اگر ہاتھ نہ بناتا تو مانند جانورون کے کھایا
کرتا اور منہ کو اس واسطے بنایا ہی کہ معدہ مین غذا کو پہونچا دیوے اور دانت غذا کے چبانیکے
واسطے بنائے ہین تاکہ نگلنا غذا کا آسان ہوجاوے اور زبان کو بنایا ہی تاکہ غذا کو ہلاوے اور
چبانیکے لیے اوسکو دانتونکے نیچے لاوے اور تاکہ اوسکا مزہ پاوے کہ پھر اوس غذا کو رغبت کرکے
منگاوے اور رکھاوے اور تھوک بنایا ہی اس واسطے کہ نوالہ تر ہوجاوے اگر تھوک نہ بناتا تو ایک
نوالا حلق سے خشکی کے سبب اوترنا مشکل پڑتا اور اگر نرخرہ حلق کا نہ بناتا تو کوئی نوالا کہین کا کہین
جا رہتا پھر بڑی تکلیف پاتا اور بہت رب العالمین کی دیکھنا چاہیے کہ معدہ کو اس طرح سے بنایا
کہ جبتک غذا اوسمین نہین جاتی ہی تبتک منہ اوسکا کھلا رہتا ہی اور جب اوسمین غذا گئی تو اوسی وقت
اوسکا منہ بند ہوجاتا ہی پھر جبتک اوسمین غذا پکتی ہی تب تک بند رہتا ہی اگر اوس وقت کھلا رہے
تو غذا اچھی طرح اور آدمی کی ہضمی ہو اور غذا کے پکانیکے واسطے معدہ مین گرمی کو پیدا کیا ہی پھر غذا بعد پکنے کے
کیلوس ہوکر رگون سے کلیجے کو پہونچتی ہی پھر وہان جا کر پکتی ہی پھر بعد اوسکے خون ہوجاتی ہی پکنے کے
سبب سے کچھ اوسمین سودا ہوجاتا ہی مانند گاد کے پھر اوسکو تلی جذب کرتی ہی اور کچھ اوسمین سے صفرا
ہوجاتا ہے مانند کف کے اوسکو پتا جذب کرتا ہی اور کچھ اوسمین کچا رہجاتا ہے وہ بلغم ہوتا ہے کہ
غذا دماغ کی ہی پھر بھی خون مین پکتے پکتے جو پتلا پن رہجاتا ہے اوسکے واسطے دو گردے ونکو پیدا کیا ہے
تاکہ باقی پانی جو اوسمین رہا ہی اوسکو جذب کرے پھر جب خون رہجاتا ہی تو اوسکی تقسیم کے واسطے
رگونکو حکم فرمایا ہی تاکہ سر کے بالون سے پانون کے ناخن تک غذا کو پہونچا دیوین پھر بعضی رگین
ایسی باریک ہین کہ اونمین گاڑھی غذا نہین جاسکتی ہی اوسکے واسطے پانی پینا مقرر کیا ہے تاکہ
غذا کو پتلا کرکے اون رگونمین پہونچا دیوے پھر بعد اوسکے جو فضلہ باقی رہتا ہی اگر وہ معدہ مین
رہجاوے تو مرض پیدا کرے سو اوسی کے واسطے نیچے معدہ کے آنتین پیدا کی ہین اور اونمین
طاقت دی ہی کہ وہ کھینچکر اوس فضلے کو دبر کی راہ سے گرادیتی ہین اور جو گردون نے کچھ

ف ١ بیان ...
٢
٣ کیلوس ...
٤
٥ ...

کچھ پانی جذب کیا تھا اپنی غذا کے موافق اوسکو پی لیتے ہین اور باقی کو شاخون کی طرف ڈال دیتے ہین
تاکہ قبل کی راہ سے بول ہو کر نکل جاوے پھر خاک کو پیدا کیا ہی تو غذا کے بیج کو اپنے بیچ مین ڈھانک رکھے
پھر پانی کو پیدا کیا ہی تاکہ اوسکو تر کرکے اوگا لاوے پھر ہوا کو بنایا ہی تاکہ اوسکی رطوبت خشک کر کر
مضبوط کرے پھر جو شہر نشیب مین ہین وہان نہرین پیدا کی ہین بونے جوتنے کے واسطے اور جو شہر
بلندی پر ہین اور وہان نہرین جاری نہین ہو سکتین تو وہان مینہ برسایا جاتا ہی پھر مینہ کو اس طرح برساتے
ہین کہ جسمین کھیتی کی پرورش کی ہو اگر تیزی کے ساتھ برساتے تو بہت کھیت برباد ہو جاتے اور
پھل پھول گر پڑتے اور سراسر بربادی ہوتی پھر پکانیکے واسطے اناج کے آفتاب کو بنایا ہی یعنی جب
پودھا زمین سے بلند ہوا سختی اوسمین آئی پھر جب بڑا ہوا تو رطوبت پانیکی اور ہوا کی اوسکے اندر تک
اچھی طرح نہین پہونچ سکتی ہی بلکہ جڑ تک رہتی ہی اسکے واسطے چاند کو اور ستارونکو پیدا کیا ہے تو
انکی تاثیرات سے رطوبت اوسمین خوب سرایت کرے اور رطوبت اوسمین پیدا ہو اور آفتاب
کی گرمی سے جل نجاوین پھر آفتاب اور چاند کا پھرنا بغیر پھرنے آسمان کے متصور نتھا اور آسمان کو
بالذات حرکت نتھی اس واسطے فرشتے مقرر کیے ہین تاکہ آسمانونکو پھرایا کرین پھر سات فرشتے اور
مقرر ہین آدمی پر غذا کو لیکر اعضا مین پہونچاتے ہین اور سوا انکے انکھون پر اور قلب پر اور فرشتے
ہین لیکن ان سب فرشتون کو آسمانون کے فرشتون سے مدد پہونچتی ہی اور انکو عرش کے اوٹھانے والون
پہونچتی ہی غرضکہ آدمی پر ہزارون طور کی پرورش ہی اوسمین سے ایک پرورش کا تھوڑا سا
بیان ہوا کہ ایک غذا کے واسطے کتنے خادم پیدا کیے ہین اور اگر غور کرکے دیکھے تو تمام مخلوقات
کو اسکے واسطے پیدا کیا ہی اور اسکو اپنی بندگی کے واسطے پیدا کیا ہے خوب کہا ہی حضرت سعدی
شیرازی نے رحمۃ اللہ علیہ ع ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کارند ✣ تا تو نانی بکف
آری و بغفلت نخوری ✣ ہمہ از بہر تو سرگشتہ و فرمان بردار ✣ شرط انصاف نباشد کہ تو فرمان
نبری ✣ اور جاننا چاہیے کہ تربیت دو قسم کی ہی ایک تو یہ ہی کہ کوئی شخص کسی چیز کو اپنے
فائدے کے واسطے پالتا ہی تاکہ وہ چیز اوسکے کام آوے جیسے کہ باغ کو پالنا اس واسطے کہ

کہ پھل لگین اور ہم کھائین یا لڑکے کو پالتے ہین اس امید پر کہ بڑا ہو کر ہماری خدمت کرے سو اس قسم کی پرورش کے خالق سزاوار ہو اس واسطے کہ عاجز ہے اور حاجتمند ہے اور دوسری قسم پرورش کی وہ ہو کہ اوسیکے فائدے کے واسطے پرورش کرے سو یہ شان جناب رب العالمین کی ہو اس طرح کی پرورش کا عقیدہ مسلمان کو چاہیے کہ خالق کی جناب مین رکھے اور اگر پہلی طرح کی پرورش کا عقیدہ رکھے تو شرک ہے لیکن پرورش ہر ایک شی کی جدا جدا ہوتی ہو مثلاً پرورش آدمی کی یہ ہو کہ اوسکو روزی دینی تندرستی بخشنی مراد کو اوسکی پوری کرنا بلیات سے بچانا اور سوا اسکے جو حاجت اوسکو ہووے بر لانا اور پرورش درخت کی یہ ہو کہ وقت پر اوسکو پانی دینا اور سرسبز رکھنا اور اوسکو بار ور کرنا اور پرورش فرشتونکی یہ ہو کہ انکو اپنی درگاہ کے قریب کرنا اور اپنا کلام سنانا اور اپنا جلوہ اونپر ڈالنا انکی زندگی اس سے ہو لیکن اس پرورش مین انبیا اور اولیا بھی شریک ہین یہانتک کہ کھانے اور پینے کی بہت اونکو پروا نہین رہتی ہو چنانچہ مولوی روم فرماتے ہین شعر

اے برادر گر خوری تو نان نور ٭ خاک ریزی بر سر نان تنور ٭

پس مسلمانونکو چاہیے کہ اس پرورش کو بھی رب العالمین سے طلب کرین تاکہ دونون جہان کی پرورش حاصل ہووے

الرحمن الرحیم

یعنی بہت مہربان بخشنے والا

جاننا چاہیے کہ پرورش کے واسطے دو قسم کی رحمت ہوتی ہو ایک تو عین پرورش مین ہوتی ہو اگر وہ رحمت نہووے تو پرورش بھی نہو سکے وہ یہ ہو کہ خوب توجہ کرنا اپنے پروردہ کے حال پر اور جو حاجت اوسکی ہو مانگے یا نہ مانگے روا نہ کرنا اور بلیات سے اوسکو بچانا گو اوسکو معلوم ہو یا نہو سو اس پرورش پر رحمن کا لفظ دلالت کرتا ہو اور دوسری قسم رحمت کی یہ ہو کہ بعد پرورش کے اوسکو اوسکے کمال پر پہونچانا اور اوسکے کمال کو برباد نکرنا سو اس پرورش پر لفظ رحیم کا دلالت کرتا ہو اور رب العالمین کے بعد ان دونون لفظونکو لانیسے غرض یہ ہو کہ معلوم ہو جاوے کہ پرورش بغیر رحمت کے نہین ہو سکتی ہو اور حق تعالی کی طرف سے رحمت کے یہ معنی ہین کہ نیکی کو پہونچا دے اور شر کو دفع

کرے اور بعضے کہتے ہین رحمن اور رحیم کے ایک معنی ہین لیکن رحمن کی لفظ مین زیادہ رحمت
ہی اس واسطے کہ اسکے پانچ حرف ہین اور اکثر قاعدہ ہی کہ زیادتی لفظ کی زیادتی معنی پر دلالت
کرتی ہی اور رحیم مین اوس سے کم رحمت ہے کیونکہ اوسکے چار حرف ہین اسی واسطے رحمن کا لفظ خاص
حقتعالے کی ذات پاک کو سزاوار ہی دوسرے پر اسکا اطلاق صحیح نہین ہی اور لفظ رحیم کا بندون پر
بھی بولنا درست ہی ضحاک نے کہا ہی کہ رحمن کا اشارہ ہی ظہور رحمت الٰہی کا آسمان کے رہنے والونپر
اور رحیم کا اشارہ ہی ظہور رحمت الٰہی کا زمین کے رہنے والون پر گویا یون فرمایا اللہ ہی پرورش
فرماتا ہے اپنی رحمت سے آسمان والون کو اور زمین والونکو اور بعضے کہتے ہین کہ رحمن اوسکو کہتے
ہین کہ اپنے دوست اور دشمن سبکو پرورش کرے اور رحیم اوسکو کہتے ہین کہ خاص اپنے دوستونکو
پرورش کرے اور عزت دے اور دشمنونکو ذلیل کرے تو معنی اسکے یون ہوے ایسا اللہ کہ پالتا ہی
اپنے دوست اور دشمن کو دنیا مین اور آخرت مین پالیگا اپنے دوستونکو اور ذلیل کریگا اپنے دشمنونکو
اور ابن مبارک نے کہا ہی کہ رحمن وہ ہی کہ جو کوئی اوس سے مانگے اوسکو دیوے اور رحیم اوسکو کہتے
ہین کہ جو کوئی نہ مانگے اوسپر غصہ کرے کہ کیون نہین مانگتا گویا کمال رحمت فرمائی بندون پر کہ
مانگتا ہی تو مانگ اور نہین تو مین غصہ کرونگا کہ تونے کوئی اور خاوند مقرر کیا ہی کہ اوس سے مانگیگا
اسجگہ بندے کی ناانصافی کو دیکھیے کہ جو مالک ہے زمین اور آسمان کا اور کچھ ہماری پرواہ نہین رکھتا ہے
اور وہ خود کہتا ہی کہ مانگ مجھسے اگر نہ مانگیگا تو مین غصہ کرونگا اوس سے تو یون بھاگتا ہی اور جو کہ
محتاج ہین اونسے جا جا کر مانگتا ہی قیامت مین دیکھیے کہ اس ظلم کے واسطے کون سے جہنم کا طبقہ
مقرر ہوتا ہی اور بعضے کہتے ہین کہ رحمن وہ ہی کہ طرح طرح کی نعمتین دین اور دنیا کی دیوے اور رحیم
وہ ہی کہ تمام بلیات سے بچاوے اور بعضے کہتے ہین کہ رحمن اوسکو کہتے ہین جو بڑی بڑی چیزین دیوے
جیسے اولاد اور دولت اور سوا اسکے اور رحیم اوسکو کہتے ہین کہ جو چھوٹی چیزین اوس سے مانگی جاوین
جیسے نمک اور جوتی اور گھاس جانورون کے واسطے یہانسے معلوم ہوا کہ چھوٹی چیزین
بھی اللہ سے مانگنا چاہیے اور یہ اسواسطے فرمادیا ہی کہ یہان کے بادشاہون سے حقیر چیز

نہین مانگتے ہین نقل ہی کہ ایک شخص نے ایک بادشاہ سے کسی آسان مقدمے مین عرض کی وہ
بادشاہ بہت خفا ہوا اور اوسکو جواب تک نہین بھیجدیا اور کہا کہ چھوٹے کام چھوٹے لوگون کے
واسطے مقرر ہین مجھسے چھوٹے کام کو چاہتے اگر وہ مجھکو ذلیل جانا اور میرا ادب نکیا اور اپنے مجھا
حق تعالی فرماتا ہی کہ مین بادشاہ بے پروا ہون اور میری عزت سے آگے اور بادشاہون کی
عزت غلامونکے برابر بھی نہین ہو مگر ویسا بادشاہ نہین ہون کہ بڑی چیزین دیوے اور چھوٹی
چیزین اور ونکے ہاتھ سے دلاوے بلکہ حقیقت مین اگر دیکھو تو یہ اونکی محتاجی ہی کہ اہلکار انھون نے
مقرر کیے ہین اسواسطے کہ سب واقف ہو نہین سکتے ہین اور مین بادشاہ صاحب عظمت اور زبردست
ہون ایک پلک مین سارے جہان کی حاجت کو روا کر دیتا ہون سو رحمن بھی مین ہون جب بڑی بڑی چیز کی
طلب ہو تو مجھسے کہو اور رحیم بھی مین ہون چھوٹی چھوٹی چیزین مانگتے ہو تو وہ بھی مجھسے مانگو
اس اجازت کے بعد اگر کوئی چیز اگرچہ چھوٹی ہو اور سے مانگیگا تو میرا دوزخ کے سوا ٹھکانا کہین نپاویگا
اسیلیے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ تجھکو جو مانگنا ہے اللہ سے مانگ یہانتک کہ نمک
بھی مانگے تو اوسی سے مانگ اور جوتی کا تسمہ بھی مانگے تو اوسی سے مانگ اور بعضے کہتے ہین کہ رحمان اوسکو
کہتے ہین کہ بری چیز اوسکی نذر کیجیے اور وہ اوسکے بدلے مین اچھی چیز دیوے اور رحیم کا لفظ دلالت
کرتا ہی اوس نعمت پر کہ لوگون کے گمان مین وہ نعمت بندونکی طرف سے بھی پہونچ سکتی ہی جیسے
کہ علاج کرنا طبیب سے اور علم پڑھنا اوستاد سے سو معنی اسکے یہ ہوے کہ مین رحمن ہون تو ناقص عبادت
کرتا ہی اوسکے بدلے مین سونے اور چاندی کے محل دیتا ہون ایک قطرہ گندہ منی کا ہوتا ہی اوس سے
خوبصورت لڑکا بنا کر تجھکو دیتا ہون ایک بیج پرانا زمین مین سپرد کرتا ہی اوسکے بدلے مین خاصہ درخت
سبز کر کے تیرے حوالے کرتا ہون اور مین رحیم ہون جو توقع اوستاد سے اور طبیب سے اور حکیم سے رکھتا ہی وہ
دونون سے زیادہ مین بے اوستاد کے تجھکو علم دونگا کہ جسکا نام علم لدنی ہی بغیر پڑھنے کی تجھکو عالم کرونگا اور بغیر
حکیم اور دوا کے تجھکو تندرست کرونگا اور اگر کوئی کہے کہ رحمن اور رحیم کے معنون سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ بڑا
مہربان ہی اپنے بندون پر جب مہربان ہو کر غم اور بیماری اور حاجت کو کیون پیدا کیا یہ بات بہت سے

رحمت سے بہت بعید ہے سو جواب اسکا یہ ہے کہ حقیقت مین عقل ہماری ناقص ہے کہ ان چیزون کی حقیقت
رحمت کے جانتے مین کیونکہ باپ لڑکے کو اپنی رحمت کی بہت سے مار مار کر اوسکو ادب سکھاتا ہے
اور اوس لڑکے کے دل سے پوچھو تو اوسکو عین عذاب جانتا ہے لیکن حقیقت مین وہ لڑکے
کی نادانی ہے کہ اوسکو عذاب جانتا ہے یہ اوسکی عقل کا قصور ہے پھر جب وہ مکتب مین بیٹھتا ہے تو استاد
اوسکو کبھی لکڑیان مارتا ہے کبھی ہاتھ باندھتا ہے سات دن تک اوسکو ایک لحظہ فرصت نہین دیتا ہے پھر
جمعہ کا دن ہوتا ہے تو باپ اوسکا حاجت کے واسطے زبردستی کرتا ہے کہین ناخن کٹواتا ہے کہین بال
منڈواتا ہے پھر حمام مین اوسکی اوسکو نہلاتی ہے کہین ململ کر اوسکا بدن دھوتی ہے اور وہ روتا جاتا ہے
اور ان باتونکو اپنے حق مین بے عقلی سے تکلیف جانتا ہے اور حقیقت مین کمال رحمت ہے حق تعالی اسکا
اشارہ قرآن شریف مین فرماتا ہے عَسٰۤی اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰۤی اَنْ تُحِبُّوْا شَيْـًٔا
وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ۗ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۵ قصہ حضرت موسی اور حضرت خضر
علیہما السلام کا اسکا جواب شافی ہے کہ ایسے پیغمبر اولوالعزم کی سمجھ مین اسرار الہی نہ آئے اور حضرت
خضر علیہ السلام پر اعتراض کرنے لگے پھر دوسرا کوئی کیا سمجھیگا انسان کو چاہیے کہ اوسکو رحیم مطلق
اور رحمن برحق اعتقاد کرے اور اپنے تئین مانند اطفال ناقص العقل کے جانے تب ایمان باقی رہتا ہے
غرض حاصل کلام کا یہ ہے کہ اگر دنیا مین فقیر اور غریب نہوتے تو صورت انتظام کارخانۂ عالم کی نہ بندھتی
اس واسطے کہ جب کوئی کسی سے غرض نرکھتا تو کیون اپنی اوقات اوسکی تابعداری مین گذارتا اور اوسکے
حکم کو اپنے اوپر اوٹھاتا پس اس سبب انتظام عالم کے برہم ہو جاتے پس خلقت انسان کی مانند جانور کے پراگندہ
پھرا کرتی جیسے جانور آپس مین ایک دوسرے کا کام نہین کرتے ہین ایسے ہی آدمی بھی ہو جاتے پھر انسان کے
پیدا کرنے کا فائدہ تھا وہ حاصل نہوتا اور حکمت پروردگار کی ظاہر نہوتی مثلاً اگر چور لوگ پیدا نہوتے
تو چوکیدار رکھنے کی کیون حاجت ہوتی اور اگر مرض نہوتا تو طبیب اور جراح اور عطار معطل پڑے
رہتے اور اگر فقیر نہوتے تو بادشاہ اور امیر بے لشکر اور بے خدمتگار کیا کر سکتے پس اس تقریر سے
معلوم ہوا کہ ہر بلا اور آفت مین رحمت رحمن کی چھپی ہوئی ہے کیونکہ اکثر اوقات بڑے بڑے امیر جو غرض مین

گرفتار ہوتے ہین تو محتاج حکیمون سے دوا کرتے ہین اور محتاج عطارونسے دوا خریدتے ہین اور
وہ حکیم اور عطار غنی ہوجاتے ہین اور حکیم ہر بیماری کے علاج سے آگاہ ہوتے ہین اور عطار ہر
طرح کی دوا جمع کر رکھتے ہین پھر اگر حکیم موجود نہوا اور عطار دوا نہ رکھے تو علاج بیماری کا کیونکر ہووے
پس مرض امیرون کا حکیمون اور عطارون کے حق مین رحمت ہے اور حکیم اور عطار امیرونکے حق مین رحمت ہین
اسی طرح لشکر اور چوکیدار بادشاہ اور امیرونکے حق مین رحمت ہین اور بادشاہ اور امیر لشکر اور چوکیدارون کے
حق مین رحمت ہین پس چور ونکا ہونا اور امراض کا ہونا ہر امیر اور فقیر کے حق مین رحمت ہوا اسی طرح سے
ہر بلا کو کہ پیش آوے قیاس کرنا چاہیے اور اگر بھلائی اوسکی سمجھ مین نہ آوے تو یون کہے کہ یہ آفت
حکمت اور رحمت کے ساتھ ہے لیکن میری عقل ناقص مین نہین آتی ہے اس کہنے مین ایمان کی درستی ہے
بلکہ بعضے وقت وہ بلا اور آفت باطن مین بڑی عمدہ رحمت ہوجاتی ہے لیکن ظاہر مین بڑی بلا اور
آفت عظیم معلوم ہوتی ہے اور عاقل اوسمین حیران ہوتا ہے جیسے کہ قصہ حضرت مریم علیہما السلام کا
کہ اللہ تعالی نے بغیر خاوند کے اونکو لڑکا دیا ظاہر مین بڑی رسوائی اور سخت عیب ہے بلکہ شریفون اور
نیکبختونکے حق مین اس سے زیادہ کوئی رسوائی نہین ہے اسی واسطے حضرت مریم کی قوم نے دیکھکر کہا
کہ اے بہن ہارون کی تیرا باپ نتھا برا آدمی اور مان تیری نتھی بدکار سو اوسکو حق تعالی نے
قرآن شریف مین رحمت فرمایا وَلِنَجْعَلَهُ آيَةً لِلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِنَّا یعنی عیسی علیہ السلام کو
بغیر باپ کے پیدا کرنا اس واسطے کہ مقرر کرین ہم اوسکو نمونہ قدرت کا واسطے لوگون کے اور رحمت
اپنی طرف سے غرض غلام کو نہ چاہیے کہ اپنے مولی کے کامون مین اعتراض کرے

مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ ۝

یعنی خاوند ہے دن جزا کا

اور بعضے قاریون نے مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ بھی پڑھا ہے یعنی بادشاہ دن جزا کا سو جاننا چاہیے کہ دنیا مین
اللہ تعالی نے چند روز کے واسطے لوگونکو املاک پر قبضہ دیا ہے سو اسپر نازان ہوکر کوئی کہتا ہے کہ یہ ملک
میری ہے کوئی کہتا ہے کہ تیری کمائی نے آئی یہ تو تیرے باپ اور دادا کی ہے غرض کوئی چودھری اور کوئی منید

اور کوئی راجہ اور کوئی بادشاہ صاحب ملک کہلاتا ہی غرض ہر ہر شخص اپنا اپنا دعوی کرتے ہین اس واسطے
اوسنکی خاوندی اور بادشاہی کو اپنے واسطے فرمایا کہ ای بندو اس دعوے پر اپنی اوقات کو نکھو
اور ہماری یاد سے ہرگز غافل نہو اور یہ جو چند روز تمہارے قبضے مین کچھ املاک ہی اسکو خواب خیال
سمجھو ایک روز ایسا آویگا کہ تمہارے سب دعوے غلط ہوجاوینگے اور ہر چیز ہماری کہلانے لگیگی
اور معمول بھی یون ہی ہی کہ کسی جگہ کا جو زمیندار ہوتا ہی وہ اوس زمین کو اور وہانکے لوگونکو اپنی طرف
نسبت کرتا ہی کہ وہ لوگ میری رعیت ہین اور وہ زمین میری ملک مین ہی اور جب وہ زمیندار بادشاہ کے
روبرو جاتا ہی تو ہرگز اپنی طرف نسبت نہین کرتا ہی اور یہی کہتا ہی کہ مین رعیت اور پروردہ قدیم
حضور کا ہون اور اگر بادشاہ کے روبرو یہ کلمہ کہے کہ وہ رعیت لوگ میرے ہین اور وہ زمین
ملک میری ہی تو بادشاہ اوس سے ناخوش ہو اور نقیب اور چوبدار اوسکو گستاخ اور بے ادب
جانکر ذلیل کرکے نکال دیوینگے سو حق تعالی تو بادشاہ ہونکا بادشاہ ہی قیامت کے دن کوئی نہ کہیگا کہ
یہ ملک یا یہ محل یا یہ مکان میرا تھا کوئی شخص دعوی نکریگا اور کچھ کہہ نسکیگا سوا اسکے کہ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ
الْقَهَّارِ سو پہلی قرات سے معلوم ہوا کہ مسلمان کو چاہیے کہ مالک حقیقی اللہ جل شانہ کو جانے
اور آپکو چندروز کے واسطے تحویلدار سمجھے اور اللہ کے واسطے مال دینے مین دریغ نکرے
کیونکہ مالک مال کا اللہ ہی جب وسے دینے کا حکم دیا تحویلدار کو بخل کرنا اوسکا بیجا ہی اور
دوسری قرات سے یہ معلوم ہوا کہ مسلمان کو نچاہیے کہ اپنی بادشاہی اور ریاست پر فخر کرے فخر
اوسکو چاہیے کہ جو بادشاہ حقیقی ہو اور بادشاہ مجازی کو فخر کرنا سزاوار نہین ہی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ
ظلم سے کسی کی زمین اور مکان اور ملک مین دخل نکرے کیونکہ آخر کو اوسکے ہاتھ مین بھی نرہیگی مالک
حقیقی اور بادشاہ حقیقی اور ہی اور اگر کوئی کہے کہ حضرت حق تعالی نے الحمد کے بعد تین صفتونکو
کیون بیان کیا ہی اسمین کیا نکتہ ہی سو نکتہ اسمین یہ ہی کہ جو کوئی کسیکی تعریف اور ثنا کرتا ہے
سو وہ تعریف تین چیز سے خالی نہین ہوتی ہی یا تو تعریف کرنیوالا زمانہ گذشتہ مین پرورش
یافتہ اوسکا ہوتا ہی یا بالفعل توقع فائدے کی اوس سے رکھتا ہے یا یہ غرض ہوتی ہی کہ آیندہ کچھ

ع یعنی ہر ایک کے دن ... جہان اور ... جہان کی ... اور ایک ہنگامہ ... ہے

ف بیان حکمت تین صفتون کا ۱۲

فائدہ حاصل ہوگا سوان تین صفتونکے یہان لانے مین اشارہ یہ ہی کہ بندیکو چاہیے کہ پچھلی حمد کری
اور پچھلی پرورش کو دیکھے کہ ماں کے شکم مین اوسکو شیشے پالا ہی اور اگر اب توقع رکھتا ہی رحمت کی تو
مین رحمن اور رحیم ہون مجھی کو تعریف کرے اور اگر توقع رکھتا ہی آیندہ کو رحمت کرنیکی تو مین مالک
یوم الدین ہون آیندہ کی توقع سے میری حمد کرے سو اس واسطے ان تین صفتون کو فرمایا ہی
تاکہ معلوم ہووے کہ فی الحقیقہ لائق حمد کے اوسکی ذات پاک ہی اور فرمایا ہی کہ بعضی لوگ
مالک یوم الدین پڑھا ہی وہ کہتے ہین کہ ملک یوم الدین سے وہ قرأت کئی طرح سے بہتر ہے
اول یہ کہ مالکیت عام ہے آدمیون پر بھی ہوتی ہے اور غیر آدمیون پر بھی ہوتی ہی مثلاً
جانوروں اور درختون وغیرہ پر بھی مالکیت ہوتی ہی بخلاف پادشاہی کے کہ پادشاہی صرف آدمیا
پر ہوتی ہی اور جانورون وغیرہ پر نہین ہوتی دوسری یہ کہ مالک کو اپنے مملوک پر کمال اختیار
ہوتا ہی چاہے اوسکو بیچ ڈالے چاہے کسیکو بخش دیوے بخلاف بادشاہ کے کہ یہ اختیار اپنی رعیت پر
نہین رکھتا ہی تیسری یہ کہ نسبت مالکیت کی مضبوط ہوتی ہے نسبت بادشاہی سے کس واسطے
کہ مملوک اپنے مالک کی ملک سے خارج نہین ہو سکتا ہی اور رعیت کو ممکن ہے کہ رعیت ہونیسے ایک
بادشاہ کے اوسکو خارج کرے اور دوسرے کی پادشاہی مین جا رہے لیکن غلام دوسرے کا از خود نہین
بن سکتا چوتھی یہ کہ مملوک کو خدمت مالک کی واجب ہے اور رعیت کو خدمت بادشاہ کی واجب نہین
پانچوین یہ کہ غلام بے اذن مالک کے کچھ کام نہین کر سکتا ہے اور رعیت بے حکم بادشاہ کے
جو کچھ چاہے کر سکتی ہے اور چھٹی یہ کہ غلام امید رکھتا ہی کہ اپنے خاوند سے منفعت کی بخلاف
بادشاہ کے کہ وہ خود امید رکھتا ہے رعیت سے اور نفع حاصل کرتا ہے اوس سے کہین خراج
لیتا ہے کہین محصول لیتا ہے اور ساتوین یہ کہ غلام اپنے مولی سے خوراک اور پوشاک اور رحمت اور
عفو اور کرم چاہتا ہے اور رعیت بادشاہ سے کبھی حاجت پڑے تو عدل اور انصاف چاہتی ہے
اور [illegible] سے [illegible] انصاف کے خوراک اور پوشاک اور عفو اور کرم اور رحمت
کی [illegible] حاجت [illegible] اسی واسطے حدیث قدسی مین خوراک اور پوشاک وغیرہ کا ذکر کیا ہی

ف
بیان وجہ بہتری
قرأت مالک پر

اور بعضا ان کا ذکر نہین فرمایا ہی وہ حدیث یہ ہے یَا عِبَادِیْ کُلُّکُمْ جَائِعٌ اِلَّا مَنْ اَطْعَمْتُہٗ فَاسْتَطْعِمُوْ
نِیْ اُطْعِمْکُمْ یَا عِبَادِیْ کُلُّکُمْ عَارٍ اِلَّا مَنْ کَسَوْتُہٗ فَاسْتَکْسُوْنِیْ اَکْسُکُمْ یعنی ای بندو میرے
تم سب بھوکے ہو مگر جسکو کھلاؤن پس کھانا مانگو مجھسے کھلاؤنگا تمکو ای بندو میرے تم سب ننگے ہو
مگر جسکو پہناؤن پس کپڑا مانگو مجھسے کپڑا دونگا تمکو آٹھوین یہ کہ پادشاہ جب چاہے دولت لیتا
تو پر جسونکو اور ضعیفونکو اور بیمارونکو نظر نہین کرتا ہی اور مالک جب غلامونپر نظر کرتا ہی تو ضعیفونپر
اور بیمارونپر رحم کرتا ہی تندرست غلامونکی نسبت کہ انکی خدمت کرنے نوین یہ کہ قیامت کے دن
بادشاہ بہت ہونگے اور مالک سواے حق تعالی کے کوئی نہوگا دسوین مسئلہ فقہ کا یہ کہ
جب مولی نے نیت سفر کی یا نیت اقامت کی جو غلام کہ ہمراہ مولی کے ہووے اوسکو
بھی بغیر نیت کرنیکے حکم مسافر کا یا مقیم کا ہوجاتا ہی بخلاف رعیت کے اور جن عالمون نے ملک
یوم الدین پڑھا ہی وہ کہتے ہین کہ یہ قراءت کئی طرح پر بہتر ہی مالک یوم الدین سے اول تو یہ کہ
پادشاہ مالک بھی ہوتا ہی اور ہر مالک پادشاہ نہین ہوسکتا ہے دوسری یہ کہ پادشاہ شہر مین
بلکہ ملک مین ایک ہوتا ہی اور مالک ایک شہر مین بہتیرے ہوتے ہین اور تیسری یہ کہ لفظ
رب العالمین کا اوپر مالکیت کے دلالت کرتا ہے اور اگر اسجگہ بھی مالک یوم الدین پڑھا جاوے
تو تکرار لازم آوے اور چوتھی یہ کہ لفظ ملک کا بیچ تو دو نام کے آیا ہی اور لفظ مالک کا وہان
نہین آیا مگر مالک الملک آیا ہی سو وہ ملک کے معنون مین ہی اور پانچوین یہ کہ آخر قرآن شریف
کے ملک الناس آیا ہی اور اللہ کے کلام کے ختم مین اچھا لفظ ہونا چاہیے اس سے معلوم ہوا کہ ملک
بہتر ہی اور چھٹی یہ کہ اطاعت پادشاہ کی اوپر سب کے واجب ہی اور اطاعت مالک کی [illegible]
نہین مگر اوسکے غلامون پر غرض گفتگو اسمین بہت ہی اس مختصر مین اتنا ہی بیان کافی ہے اور
جاننا چاہیے کہ دن شرع شریف مین طلوع ہونے صبح صادق سے غروب ہونے آفتاب
تک کو کہتے ہین اور کبھی مطلق وقت کو بھی دن کہتے ہین خواہ دن ہو خواہ رات ہو اور خواہ
سال ہو خواہ ماہ ہو جیسے کہ کہتے ہین جس روز فلانا شخص آئیگا تو یہ ہو ویگا مراد یہ ہوتی ہے

کہ جس وقت آویگا تو یہ ہوویگا اور جیسے کہتے ہین کہ خندق کے روز یون اتفاق پڑا تھا حالانکہ
خندق کی لڑائی کو بہت سین گذرین سو یوم الدین مین بھی روز مراد نہین بلکہ وقت مراد ہی یعنی وقت
جزا کے اور اوس وقت کی ابتدا نفخہ ثانیہ سے ہے اور انتہا اوسکی اوس وقت تک ہی کہ اہل بہشت بہشت
مین جاوین اور اہل دوزخ دوزخ مین جاوین اور جاننا چاہیے کہ حق تعالی نے اس سورہ مین پانچ
نام اپنے فرمائے اللہ رب رحمن رحیم مالک یوم الدین سو وجہ اسکی یہ ہی کہ اس سورے مین
بندے سے کچھ پانچ سوال بھی ہین تا کہ ہر ایک نام ہر ایک سوال کے مقابل آجاوی وہ پانچ سوال
ہین ایک عبادت دوسری استعانت تیسری ہدایت چوتھی استقامت پانچوین انعام گویا
اسکا اشارہ یون ہوا کہ لائق عبادت کے مین ہون اس واسطے کہ نام میرا اللہ ہے اور اگر مدد مانگا
چاہے تو مجھی سے مانگ کیونکہ میرا نام رب ہی اپنی پرورش کی شان سے تیرا سوال رد نکرونگا اور اگر
ہدایت طلب کرے تو مجھی سے کیونکہ مین رحمن ہون اپنی رحمت عام سے گمراہ نہونے دونگا اور اگر
استقامت چاہے تو مجھی سے چاہ کیونکہ مین رحیم ہون اپنی رحمت خاص سے تیرے قدم کو ڈگنے نہ دونگا
اور اگر انعام کی خواہش ہو تو مجھی سے کہہ کیونکہ مین مالک ہون سارے جہان کا اپنے فضل سے تجھے
بخشش کرونگا اور بعضے علما نے ان پانچ نامونکی تخصیص مین یون کہا ہی کہ اگر کوئی شخص کسی شخص کی
تعریف کرتا ہی تو چار وجہ سے کرتا ہی اول یہ کہ اپنی ذات مین وہ شخص کمال رکھتا ہو اگرچہ احسان
دوسرے پر نکرے دوسری یہ ہی کہ صاحب احسان ہو لوگو نپر حمد اوسکی واجب ہے تیسری یہ کہ لوگ
اوس سے آیندہ کو طمع رکھتے ہون گو بالفعل احسان نہین کرتا ہی چوتھی اوسکے غضب سے ڈر کر تعریف
کرتے ہین جانتے ہین کہ اگر ہم تعریف نہ کرینگے تو وہ خفا ہوویگا سو اس جگہ کو یون فرمایا کہ درحقیقت
تعریف کے قابل میری ذات پاک ہی کیونکہ مین اللہ ہون اپنی ذات مین پورا کمال رکھتا
ہون اسے بندو میرے کمال کی تعریف کرو گو مین حکم کرون یا نہ کرون کس واسطے کہ
صاحب کمال نہین کہتا ہے کہ مین صاحب کمال ہون میری تعریف کرو بلکہ اوسکا کمال
خود بخود مقتضی اس بات کا ہے کہ تعریف اوسکی کی جاوے مثلا کوئی شخص کسی علم مین یا کسب مین

پورا کمال رکھتا ہی لوگ اوسکی خود بخود تعریف کرینگے اگرچہ وہ کہے یا نہ کہے لیکن اوسکا کمال اقتضا کرتا ہی اسپر کہ اوسکی تعریف کیجئے اور اگر بندہ یون چاہے کہ کوئی احسان کرے تو مین اوسکی تعریف کرون سو اے بندے میرا نام رب ہی مین احسان بھی کر چکا ہون کہ تجھکو عدم سے وجود مین لایا ہون سو میری ربوبیت کو دیکھکر تعریف میری بجا لا اور نام میرا رحمن ہی بالفعل میرے احسان کو دیکھکر اور شکر ادا کر اور آگے کو بھی متوقع ہو کر میری صفت کر کیونکہ میرا نام رحیم ہی مین آگے بھی دونگا اور اگر تجھے ان چیزونکی لالچ نہین ہی تو میرے خوف سے میری تعریف کر کیونکہ میرا نام مالک یوم الدین ہی اگر میری تعریف نکریگا تو بڑے سخت عذاب مین پڑیگا اور بعضون نے ان پانچ نامون کے خاص ہونیکی وجہ یہ بین اس جگہ کہا ہی گویا یون ارشاد فرمایا کہ لائق تعریف کے مین ہون کیونکہ اپنی ربوبیت کی جہت سے تجھکو عدم سے وجود مین لایا اور جب دنیا مین آیا تو اپنی ربوبیت کی جہت سے تجھکو پرورش کیا اور جب بڑا ہوا تو گناہ کرنے لگا تو نے اپنی رحمانیت کی شان سے اوس گناہ کو چھپایا اور خلق مین رسوا نکیا اپنا نام رحیم بتایا تاکہ رحمت والا جانکر توبہ کرے پھر اوس توبہ کے بعد ثواب کا امیدوار کیا اور آپکو مالک یوم الدین فرمایا کہ مالک جانکر امیدوار ثواب کا ہو غرض یہانتک بندہ اپنے خاوندکی صفت اور ثنا مین لگ رہا تھا اور اوسکے دربار سے غائب تھا کیونکہ کہین رب العالمین کی ربوبیت کے اقسام ڈھونڈھکر نکالتا تھا اور کہین الرحمن الرحیم کے رحم اور مہر کا بیان کرتا تھا اور کہین مالک یوم الدین کی مالکیت اور عظمت کو تلاش کرتا تھا سو جب اپنی استعداد کے موافق حقتعالی کی خوبیان بیان کر چکا تب دربار کے آنیکے قابل ہوا سو اب دربار مین حاضر ہوکر کہتا ہے

اِیَّاکَ نَعْبُدُ

یعنی خاص تجھی کو عبادت کرتے ہین ہم

اوحقیقت عبادت کی تعظیم بجالانا ہی اور تعظیم شرع شریف مین کئی قسم پر ہی بعضی تعظیم ساتھ ظاہر کے تعلق رکھتی ہی اور بعضی ساتھ باطن کے رکھتی ہی اور وہ جو ساتھ ظاہر کے تعلق رکھتی ہی اوسمین سے بعضی زبان سے تعلق رکھتی ہی وہ یہ ہی کہ اللہ کا ذکر کرنا زبان سے اور پڑھنا قرآن شریف کا اور

فائدہ عبادت آنکھ کی

رسول اللہ پر درود بھیجنا اور کرنا تسبیح اور تہلیل کا اور دعا کرنا اور وظیفہ پڑھنا اور بعضی عبادت آنکھ سے
تعلق رکھتی ہے وہ یہ ہے کہ دیکھنا کعبہ شریف اور مسجدوں کا اور دیکھکر پڑھنا قرآن شریف کا اور دیکھنا کتب
احادیث اور تفسیر و فقہ کا اور دیکھنا بزرگوں کا اور دیکھنا انبیا اور شہیدوں اور نیکبختوں کی قبروں کا کہ جان اپنی
انہوں نے اللہ کی راہ میں دی ہے اور دیکھنا آسمان کا اور ستاروں کا اور کشتی کا اور دریا کا اور جنتوں کا کیونکہ یہ
سب چیزیں دلیل ہیں حق تعالیٰ کی وحدانیت پر لیکن کھیل کی طرح نہ دیکھے بلکہ عبرت کی نگاہ سے دیکھے
جس طرح اولیا اور انبیا دیکھتے تھے اور قبروں کو بھی اسی طرح دیکھے جس طرح اور بزرگ دیکھتے تھے مثلاً
شہید کی قبر کو دیکھے تو یہ تصور کرے کہ میرا خداوند مجھکو بھی یہ رتبہ عنایت فرماوے جو درجہ انکا ہے وہ
میرا بھی کرے اور اگر کسی بدبخت کی قبر کو دیکھے تو یوں کہے کہ اللہ مجھکو بھی ایمان سے باسلامت اور اون
لوگوں میں نہ ملاوے اور جب قبر کو دیکھے موت کو یاد کرے کہ ایکدن مجھکو بھی یہاں آنا ہے کیونکہ حدیث
شریف میں آیا ہے کہ مسلمان کو چاہیے کہ قبروں پر جا کر یوں کہا کرے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَہْلَ الْقُبُوْرِ
مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُؤْمِنِیْنَ اَنْتُمْ لَنَا سَلَفٌ وَّنَحْنُ لَکُمْ تَبَعٌ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ
یَرْحَمُ اللّٰہُ الْمُتَقَدِّمِیْنَ مِنَّا وَالْمُتَاَخِّرِیْنَ اَسْاَلُ اللّٰہَ لَنَا وَلَکُمُ الْعَافِیَۃَ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَ
لَکُمْ وَیَرْحَمُنَا اللّٰہُ وَاِیَّاکُمْ اور موت یاد کرنیکو قبرستان میں جاوے نقش و نگار دیکھنے کو نجاوے
چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جب قبرستان میں جاتے تھے تو بہت رویا کرتے تھے یہانتک
روتے تھے کہ ریش مبارک آنسو سے تر ہو جاتی تھی جب کوئی پوچھتا کہ آپ اتنا کیوں روتے ہیں تو
فرماتے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قبر پہلی منزل ہے آخرت کی منزلوں میں اگر یہاں امن پایا
تو آگے بھی امان ہے اور اگر یہاں پکڑا گیا تو آگے بھی پکڑ ہے سو قبروں کا دیکھنا عبادت اسی طور سے ہے اور یہ
نہیں ہے کہ قبروں پر دور دور سے تکلیف اٹھا کر جانا خصوصاً عوام کے حق میں تو زہر قاتل ہے اگرچہ خواص کو
اہل اللہ کی قبروں سے فائدہ ہوتا ہے لیکن جب اس میں فساد واقع ہووے تو خواص کو چاہیے کہ امر
مستحب یا مباح کو رفع فتنہ کے واسطے ترک کردیں اسمیں کچھ مضائقہ نہیں بلکہ امید ثواب کی ہے اور عبادت کان
کی قرآن شریف کا سننا اور وعظ کا اور اللہ رسول کے ذکر کا ہے اور جانوروں کی آوازوں کو سنکر

زیارت قبور

اللہ کی قدرت کو جاننے اور اوسکی محبت اپنے دل مین پیدا کرے اور حرام آوازون کو جیسے کہ طبلہ
سارنگی ستار ڈھولکی بانسلی مورچنگ اور نامحرم جوان عورت کی آوازان چیزون سے بہت پرہیز کرے
اور حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ نے تو راگ کی آواز سے بھی پرہیز کیا ہی لیکن عیدین مین اور شادی مین
فقط راگ آواز سے سننا بدون مزامیر کے درست ہی اور ہاتھونکی عبادت یہہ ہے قرآن شریف اور
حدیث کا لکھنا اور اسماے الٰہی لکھنے اور کسی حاجتمند کا خط لکھ دینا اور کسی کا بغیر سود کی تمسک
لکھ دینا اسکو دعا لکھدینی اور پانؤن کی عبادت یہ ہی کہ طرف مسجد کے جانا اور واسطے زیارت بزرگونکے
جانا اور واسطے جہاد کے جانا اور ضعیفون اور لنگڑونکا کام کر دینا اور وعظ کی مجلس مین حاضر ہونا
چنانچہ حضرت صلعم نے فرمایا ہی کہ جو کوئی علم سیکھنے جاتا ہی تو فرشتے اوسکے پانؤنکے تلے اپنے پر
بچھاتے چلتے ہین اور فرمایا ہی کہ خوشی سنا دو اون لوگونکو کہ اندھیری رات مین مسجد کی طرف
پانؤن سے آتے ہین قیامت کے دن اونکے واسطے انعام پورا ہوگا اور جو عبادت باطن سے تعلق
رکھتی ہی سو وہ فکر کرنا ہی اللہ کی قدرت مین اور قرآن شریف کی معنی مین اور آیات کی توجیہات اور
مطابقت اوسکی مین اور شریعت کے حکمون مین کہ اس حکم مین کیا فائدہ ہی جس بندیکو یہ بات حاصل ہو جاتی
ہے اوسکو عبادت مین ایسا مزہ آتا ہی کہ کسی چیز مین نہین آتا ہی فکر کی فضیلت مین حضرت نبی صلعم نے
فرمایا ہی کہ ایک ساعت کا فکر کرنا ستر برس کی عبادت سے بہتر ہی کیونکہ اوس مین حق تبارک و تعالی کی
وحدانیت کھلتی ہی اور شریعت کی حقیقت معلوم ہوتی ہی اور یہی مغز عبادت کا ہی پس فکر عبادت
عقل کی ہی جسنے فکر کی اوسنے اپنی عقل کو عذاب الٰہی سے نجات دی اور نفس کی عبادت صبر کرنا ہی
تکلیف شرعی پر جی چاہے یا نہ چاہے جیسے کہ گرمی مین روزہ اور جاڑے مین وضو اور غسل کا کرنا اور اللہ کے
واسطے اپنے کو مسجد مین بند کرنا یعنی اعتکاف کرنا او صبر کرنا اوپر مصیبت کی جیسے کہ اولاد کا مر جانا
مال کا برباد ہو جانا اگر کوئی مصیبت بندی پر پڑجاوے تو صبر کرے اور اگر بہت مصیبت بندیکو جو پہنچی ہے
تو رو لیوے مگر زبان کو اور ہاتھ کو بند رکھے یعنی منہ سے بے صبری کی باتین نکرے کہ میری کمائی لٹ گئی
او مجھپر ظلم ہوگیا اور سوا اسکے جو نوحے مین ہوا کرتا ہے اور ہاتھون سے منہ نہ پیٹے اور گریبان کو چاک

نکرے حضرت صلعم نے فرمایا ہی حدیث لَیْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَشَقَّ الْجُیُوْبَ وَدَعَا بِدَعْوَی الْجَاهِلِیَّةِ یعنی نہین ہا ہمین سے وہ شخص کہ جو پیٹے منہ کو اور پھاڑے گریبان کو اور پکارے پکارنا جاہلیت کا یعنی نوحہ کرے اور ایک حدیث مین فرمایا ہی کہ قیامت کے دن نوحہ کرنیوالیکو دوزخ مین گندھک کا کپڑا پہنا کر ڈالینگے اور نوحہ کرنیوالی پر فرشتے لعنت کرتے ہین یا نوحہ کرنا کسی پر درست نہین ہی شریعت مین خواہ نبی ہو خواہ نبی زادہ حکم شریعت کا سب پر برابر ہی حدیث اَلنَّائِحَةُ اِذَا لَمْ تَتُبْ قَبْلَ مَوْتِهَا تُقَامُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَعَلَیْهَا سِرْبَالٌ مِّنْ قَطِرَانٍ وَدِرْعٌ مِّنْ جَرَبٍ یعنی نوحہ کرنیوالی جس وقت توبہ نکرے پہلے موت اپنی سے تو اوٹھائی جاویگی قیامت کے دن اور اوسپر ہوویگی ازار گندھک کی اور چادر خارش کی فصل اگر کسی کا باپ یا بیٹا مر گئے ہون یا بھائی مر گئے ہون تو اگر عورت تین دن تک سوگ کرے یعنی سرمہ کاجل نکرے اور سرمہ اور مہندی نہ لگاوے اور پان نکھاوے اور چوڑیان اور کپڑا رنگا ہوا نہ پہنے اور عطر نہ لگاوے یہ چیزین تین دن تک نکرے تو درست ہی اور اگر یہ چیزین کرے تو بھی درست ہی اور سوگ کے حق مین یہ حدیث ہی کہ روایت ہی زینب سے کہ قَالَتْ دَخَلْتُ عَلٰی اُمِّ حَبِیْبَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حِیْنَ تُوُفِّیَ اَبُوْهَا اَبُوْ سُفْیَانَ بْنُ حَرْبٍ فَدَعَتْ بِطِیْبٍ فِیْهِ صُفْرَةٌ فَدَهَنَتْ بِهٖ جَارِیَةً ثُمَّ مَسَّتْ بِعَارِضَیْهَا ثُمَّ قَالَتْ وَاللّٰهِ مَا لِیْ بِالطِّیْبِ مِنْ حَاجَةٍ غَیْرَ اَنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلعم یَقُوْلُ لَا یَحِلُّ لِامْرَاَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تُحِدَّ عَلٰی مَیِّتٍ فَوْقَ ثَلٰثَةِ اَیَّامٍ اِلَّا عَلٰی زَوْجٍ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا یعنی کہا زینب نے کہ داخل ہوئی مین حضرت ام حبیبہ کے گھر مین جس وقت مر گیا تھا باپ اوسکا ابو سفیان بن حرب پس منگایا ام حبیبہ نے اوٹبنہ کہ زردی اوسمین ملی ہوئی تھی پس لگائی لونڈی اوسکو پھر ملا اوسنے رخسار ونکو پھر کہا قسم ہی خدا کی نہین تھی مجھکو اوسکے لگانے کی کچھ حاجت مگر سنا ہی مینے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے نہین حلال ہی واسطے اوس عورت کے کہ جو ایمان لائی ہی اللہ پر اور روز آخرت پر یہ کہ سوگ کرے میت پر زیادہ تین دن سے مگر خاوند مر جاوے تو ان چیزونکو دس دن چار مہینے تک نکرے

بیان سوگ کا

اس سے زیادہ سوگ کرنا حرام ہے اور ونکے بعد کسی قریب کے مرنے مین یا دس دن چار مہینے کے بعد
خاوند کے مرنے مین محلے کی عورتین جمع ہوکر سوگ موقوف کرا دیوین اور یہ جو لوگون نے سوگ
مین داخل کیا ہے کہ چارپائی پر نہین سوتے ہین اور چالیس دن سوگ کرتے ہین اور ٹاٹ بچھاتے
ہین اور عید اوس سال مین آجاتی ہے تو عید نہین کرتے ہین سال بھر تک سوئیان نہین بٹتے ہین اور
چالیس دن تک رونا آوے یا نہ آوے صبح کو اوٹھکر اکٹھے ہوکر روتے ہین اور اوسکے کپڑے نجس جانکر دے
ڈالتے ہین اور چہلم کے روز روح نکلواتے ہین اور قبر پر روشنی کرتے ہین اور چادر ڈالتے ہین اور قبرونپر بلکہ
عورتین جاتی ہین یہ سب باتین بدعت ہین مسلمانونکو چاہیے کہ ان سب باتونکے پاس نجاوے کیونکہ حضرت
صلعم نے فرمایا ہے کہ بدعت والے کی نماز اور حج اور عدل اور صدقہ اور نفل اللہ جل شانہ قبول نہین کرتا
ہے سو جو شخص اوپر والی باتونکو جو پہلے بیان ہوئین بجالایا اور پچھلی باتونسے پرہیز کیا تو نفس کی عبادت
سے فراغت پائی اور اوسکو عذاب الٰہی سے نجات ہوئی اور[ف۲] عبادت قلب کی یہ ہے کہ اللہ کے دوستونسے
دوستی کرے اور دشمنونسے دشمنی کرے اور اوسکی رحمت کا امیدوار رہے اور اوسکے عذابسے ڈرتا رہے
جسنے یہ کیا اپنے دل کو عذابسے بچایا اور[ف۳] عبادت روح کی یہ ہے کہ کوشش کرے انوار الٰہی کے مشاہدے
کے واسطے جسنے یہ کیا اپنی روح کو اللہ کے غضبسے بچایا اور[ف۴] عبادت سر کی یہ ہے کہ اوسکی عبادت مین
اپنے سر کو جھکا دے اور مراقب ہوکر بیٹھا کرے جسنے یہ کیا تو سر کی عبادت بجالایا اور[ف۵] وہ عبادت
جو مال سے تعلق رکھتی ہے یہ ہے کہ زکوۃ دیوے اور صدقہ فطر نکالے اور قربانی کرے اور فقرا علما
حفاظ کی اور اپنے اقربا کی خدمت کرے اور **بعضے لوگ** اپنی قوم اور برادری کی خاطر سے
اللہ کی عبادت کو اور اوسکے حکمونکو برباد کرتے ہین اور اولیا کی ایسی تعظیم کرتے ہین کہ جو خدا تعالی
کو چاہیے مثلاً نذرین اور قربانیان اونکے نامونکی دیتے ہین بلکہ بعضے لوگ اولیا کی قبور کے ساتھ
اور اونکے معابد اور مساکن کے ساتھ وہ افعال کرتے ہین کہ جو مساجد مین اور کعبہ شریف مین چاہیے
کوئی معابد اور مساکن کی جگہ سر کو رکھتا ہے اور کوئی گرد اون کی قبرون کے پھرتا ہے اور کوئی
ہاتھ باندھے نماز کی طرح روبرو قبرون کے کھڑا ہوتا ہے اور کوئی اون کے مساکن مین اونکی

صورت کا ملاحظہ کر سکے ٹھیک اعتقاد ہے اور خیال نہیں کرتے کہ پانچ وقت نماز میں کھڑے ہو کر اللہ کے سامنے کہتے ہیں ایاک نعبد یعنی ہم تجھی کو عبادت کرتے ہیں سو قیامت کے دن ایسے لوگ بڑے شرمندہ ہونگے کیونکہ حکم ہوویگا کہ یہ بندہ جھوٹا ہے کہ پانچ وقت دربار میں آنکر اپنی زبان سے کہتا تھا کہ میں تجھی کو عبادت کرتا ہوں اور دل میں یہ خیانت بھری ہوئی ہے سو ہمکو پہنچا ہے کہ خدا کی جگہ میرا کیا بیان ہوا اور ہوا کہ جگہ کسی ولی کو جانیں حفظ مراتب بہت ضرور ہے اسمیں ایمان تمام رہتا ہے جیسا کہا ہے گر حفظ مراتب نکنی زندیقی اور بعضے لوگ عبادت رسمیہ کرتے ہیں عبادت رسمیہ اسکو کہتے ہیں کہ مثلاً ایک شخص ہے کہ نماز روزہ ادا نہیں کرتا ہے اور حرام کھانے پینے سے کچھ پرہیز نہیں رکھتا ہے مگر ناچ نہیں دیکھتا اور شراب نہیں پیتا اور جوا نہیں کھیلتا ہے پھر کوئی اوس سے یہ پوچھے کہ تو یہ کام کیوں نہیں کرتا ہے تو وہ یوں جواب دیوے کہ میرے خاندان میں یہ بات نہیں ہوئی ہے اور اشراف لوگ اس کام کو نہیں کرتے ہیں سو اوسکا یہ ناچ نہ دیکھنا اور شراب نہ پینا اور جوا نہ کھیلنا اگرچہ کام بہتر ہے لیکن جو نیت میں فرمانبرداری حکم خدا کا خیال نہیں ہے اگر یہ خیال ہوتا تو نماز روزہ بھی ادا کرتا اور حرام کھانے پینے سے بھی پرہیز رکھتا بلکہ بلحاظ اپنے خاندان کا اور اپنی شرافت کا ہے لہذا اوسکو کچھ ثواب نہوگا کیونکہ اگر خاندان میں اوسکے یہ کام ہوتا تو وہ مقرر ہی کرتا پس گویا وہ پوجنے والا اپنے خاندان کا ہے اللہ کا نہیں ہے اور آدمی کو چاہیے کہ اپنے پروردگار کی برابر کسی کو نہجانے اور برابر نجاننے کے یہ معنی ہیں کہ اوسکی سی تعظیم کسی اور کی نکرے اور اوسکی عبادت میں کسی اور کا ساجھا نکرے بحکم آیت کریمہ کے فَلَا تَجْعَلُوا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ یعنی نہ مقرر کرو واسطے اللہ کے ہمسر اور تم جانتے ہو کہ برابر اوسکے کوئی نہیں ہو سکتا ہے یعنی اللہ کے کاموں میں اور اوسکی عبادت میں اور اوسکی صفات میں کسی اور کا ساجھا نکرو اسمیں اللہ کی برابری ہو جاتی ہے جیسا کہ بعضے لوگ غیر و سے اولاد مانگتے ہیں اور اونکی نذریں اور منتیں قبول لیتے ہیں اور جب اولاد ہوتی ہے تو اونکے نام سے اونکے نام بنا کر رکھتے ہیں جیسے کہ بندہ علی بندہ حسین عبد النبی مدار بخش سالار بخش اور سوا اسکے جو نام ایسے ہیں اونکو نہ رکھنا چاہیے اور ارادات میں شرک یہ ہوتا ہے کہ کہتے ہیں اللہ اور رسول چاہیگا تو یوں ہوویگا اللہ اور مرشد

ف ۱ بیان مفاد اتباع خدا و رسول ۱۲

ف ۲ عبادت رسمیہ ۱۲

ف ۳ برابر نہ کسی کو خدا کے ۱۲

چاہیگا تو یون ہو ویگا چنانچہ نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کی ہی ابن عباسؓ سے کہ ایک فرد ایک شخص نے حضرت علیہ السلام کو کہا کہ مَاشَآءَ اللّٰہُ وَشِئْتَ یعنی جو اللہ چاہیگا اور تم چاہو گے تو یہ کام ہو جاویگا حضرت نے فرمایا کہ جَعَلْتَنِیْ لِلّٰہِ نِدًّا یعنی مقرر کرتا ہی تو مجھکو واسطے اللہ کے برابر اور ابن ماجہ اور امام احمد اور نسائی اور ابو داود نے حذیفہ بن یمان سے روایت کی ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا ہی کہ لَا تَقُوْلُوْا مَاشَآءَ اللّٰہُ وَشَآءَ فُلَانٌ بَلْ قُوْلُوْا مَاشَآءَ اللّٰہُ ثُمَّ شَآءَ فُلَانٌ یعنی نہ کہو جو چاہے اللہ اور چاہے فلانا بلکہ کہو جو چاہی اللہ اور پھر چاہے فلانا غرض حاصل کلام کا یہ ہی کہ کوئی یون نہ کہے کہ اللہ اور تم چاہو گے تو ہو جاویگا بلکہ یون کہے کہ اللہ چاہیگا اور اوسکے بعد تم بھی چاہو گے تو ہو جاویگا اور ایک فرقہ پیر پرستون کا ہوتا ہی سو وہ لوگ اللہ کے علم کے برابر پیرونکے علم کو سمجھتے ہین اور اپنا حاجت روا جانکر ایسی تعظیم کرتے ہین جو تعظیم خدا کی چاہیے جیسے سجدہ کرنا اور اونکے واسطے کلمات ندائیہ خلاف شرع زبان پر لاتے ہین یہ امور درست نہین اور بعضے لوگ بندونکے نام کا ذکر کرتے ہین مانند نام خدا کے اور صبح کو وظیفے کی طرح سے پڑھتے ہین اور بعضی لوگ سوا اوسکے روزہ رکھتے ہین کوئی حضرت بی بی کے نام کا روزہ رکھتا ہی اور کوئی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نام کا رکھتا ہی اور کوئی حضرت خضر علیہ السلام کے نام کا رکھتا ہی سو یہ درست نہین اور جاننا چاہیے کہ جیسے عبادت سوا حق تعالی کے کفر ہے ویسی ہی متابعت بالاستقلال سوا اوسکے کفر ہے اور شرک ہے اور متابعت بالاستقلال اسکو کہتے ہین کہ اوس شخص کی حکم اور تقلید کو واجب جانے اگرچہ اللہ کا حکم اوسکے خلاف ہووے اس متابعت کو اللہ جل شانہ نے فرمایا ہی اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَھُمْ وَرُھْبَانَھُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَالْمَسِیْحَ ابْنَ مَرْیَمَ یعنی پکڑا ہی اونھون نے اپنے مولویونکو اور اپنے درویشونکو خدا سوا اللہ کے اور مسیح بیٹے مریم کو اور جن لوگونکی متابعت فرض ہی بحکم خدا سو وہ چھہ گروہ ہین ایک تو انبیا ہین اور دوسرے مجتہدان شریعت ہین اور تیسرے سلاطین دین اور اونکے نائب اور چوتھے جورو کو خاوند کی متابعت فرض ہی اور پانچوین اولاد کو والدین کی اطاعت فرض ہی اور چھٹے غلام کو مولی کی اطاعت فرض ہی لیکن مطلق متابعت انکی بھی

بیان علم سجدہ و حمد کہ بجز خدا جائز نہیں حرام ہے

بیان متابعت بالاستقلال

وخوش نہین ہی کیونکہ حضرت صلعم نے آپ اپنے حق مین فرمایا ہی کہ انتم اعلم بامور دنیاکم اذا
امرتکم بامور دینکم فخذوا بہ یعنی تم خوب جانتے ہو امور اپنے دنیا کے مگر جس وقت
حکم کرون مین تمکو ساتھ امور دینی کے پس پکڑ لو اوسکو یعنی دنیا کے کام تم خوب جانتے ہو اس واسطے کہ تم کرتے
رہتے ہو سو اگر دنیا کے مقدمے مین کوئی حکم تمکو دون مین تو اوسکو غور کرو اگر مناسب ہووے تو بجا لاؤ اور
نہین تو کچھ ضرور نہین مگر جب دین کی بات کوئی مین بتاؤن تو اوسکو اوسی وقت پکڑ لو اور حدیث مین
آیا ہی کہ بریرہ ایک لونڈی تھی کہ اوسنے بسبب آزاد ہونیکے اپنے خاوند کو چھوڑ دیا تھا سو حضرت صلعم نے
اوسکو فرمایا کہ اپنے خاوند سے تو پھر نکاح کرے اوسنے کہا آیا آپ رسالت کی راہ سے حکم دیتے ہین یا
یا سفارش کی راہ سے حضرت صلعم نے فرمایا کہ سفارش کی راہ سے کہتا ہون اوسنے کہا کہ مین
نہین اوسکو اختیار کرتی سو حضرت صلعم کی متابعت کا حال تو معلوم ہوا یعنی امور دنیا مین موافق
مصلحت کے کیا چاہیے جو خلاف شرع نہووے اب باقی رہے پانچ گروہ مذکور سو اونکے حق مین حضرت
صلعم نے فرمایا ہی لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق یعنی متابعت مخلوق کی درست
نہین بیچ گناہ خالق کے یعنی جسمین گناہ خالق کا ہو اوسمین متابعت مخلوق کی کرے غرض حاصل
کلام کا یہ ہی کہ ایاک نعبد کہنا اوس وقت کام آویگا کہ مطلق کفر اور شرک سے پرہیز کرے اور بندہ
جس وقت سچے دل سے ایاک نعبد کہتا ہی تو حق تبارک وتعالی اوسکے جواب مین فرماتا ہی کہ سچ کہتا ہی بندہ
میرا مجھی کو عبادت کرتا ہی اور جب زبان سے ایاک نعبد کہتا ہی اور دل مین شرک بھرا ہوتا ہی تو اوسکے
جواب مین فرماتا ہی کہ جھوٹ کہتا ہی مجھکو عبادت نہین کرتا ہی بلکہ غیرونکی عبادت کرتا ہے واللہ اعلم

وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ﴿۵﴾

یعنی تجھی سے مدد چاہتے ہین ہم

عبادت کے بعد اس لفظ کو اس واسطے بیان کیا ہی کہ عبادت کرکر کے تکبر پیدا نہووے عبادت کے لایق نہین
اوسی کی مدد چاہنا گویا یون عرض کرتا ہی کہ تیری عبادت بغیر تیری مدد کے نہین ہوتی ہی اور دوسری
وجہ اس لفظ کے لانیکی یہ ہی کہ جہان مین تین گروہ ہین ایک جبریہ دوسرے قدریہ تیسرے اہل سنت سو مذہب

جبریوں کا یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم کچھ اختیار نہیں رکھتے اور مانند سنگ اور چوب کے ہیں اور بے اختیار
حرکت ہم سے ہوتی ہے ہم اپنے اختیار سے کچھ نہیں کر سکتے ہیں اور قدریہ کہتے ہیں کہ ہم اختیار رکھتے
ہیں اور حرکات افعال ہمارے جو ہوتے ہیں سو وہ ہماری ایجاد سے ہوتے ہیں سو یہ دونوں گروہ
مردود ہیں اس واسطے کہ جبریہ کے قول سے ابطال شریعت کا لازم آتا ہے کیونکہ تکلیف شریعت
کی بے اختیار پر نہیں ہوتی ہے اختیار والے پر ہوتی ہے جانور وغیرہ اسی واسطے تکلیف نہیں کہ
وہ بے اختیار ہیں اور قدریہ کے قول سے خالقیت الٰہی میں شرکت لازم آتی ہے کہتے ہیں کہ جو
افعال ہم سے صادر ہوتے ہیں سو وہ ہماری ایجاد سے ہوتے ہیں نیک فعل ہو یا بد فعل ہو سبکے موجد
ہم ہیں اسی واسطے حضرت صلعم نے فرمایا ہے اگر یہ لوگ بیمار ہوویں تو انکی عیادت نکرو اور اگر مر جاویں تو
انکے جنازے پر نہ حاضر ہو اور نہ انکی نماز پڑھو اور نہ ان سے سلام کرو لیکن جاننا چاہیے کہ ایک تیسرے
لوگ ہیں سو وہ بھی اسمیں داخل ہیں اور ہمارے بیچ میں بہت ملے جلے رہتے ہیں سو انکا مذہب یہ ہے کہ
جو افعال نیک ہیں انکا موجد حق تعالیٰ ہے اور جو بد ہیں انکے موجد ہم ہیں سو انکا حکم اور قدریہ کا
حکم برابر ہے یعنی نہ ابتدا اسلام ان سے کیا چاہیے اور نہ انکے جنازے کی نماز پڑھا چاہیے اور نہ عیادت
کیا چاہیے سو یہ دو لفظ انکا عقیدہ رد کرنے کے واسطے فرماتے ہیں ایک نعبد سے جبریوں کا عقیدہ
رد ہوتا ہے کیونکہ جب مانند سنگ و چوب کے بے اختیار ہوئے تو عبادت کیونکر ہو سکے اور ایک نستعین
سے عقیدہ قدریوں کا رد ہوتا ہے کیونکہ جب بالکل افعال انکے موجد ہم ہوئے تو مدد طلب کرنا کیا ضرور ہے
اور اہل سنت کہتے ہیں کہ عبادت ہم اپنے اختیار سے کر سکتے ہیں لیکن توفیق تجھی سے مانگتے ہیں
اس واسطے کہ بے توفیق تیرے کے عبادت نہیں ہو سکتی ہے اور جاننا چاہیے کہ مدد طلب کرنی
غیر سے اس طور پر کہ اعتماد بالکل اوسپر کرنا اور مظہر عون الٰہی کا اوسکو نہ سمجھنا بلکہ اپنا نافع اور مضر
اوسکو جان لینا اور اوسکو قادر مختار بالاستقلال سمجھنا اس طرح کی استعانت حرام ہے اور فاعل اوسکا
مشرک ہے اور اگر غیر کو مظہر عون اور قدرت الٰہی کا سمجھے اور بطریق مشروع اوس سے مدد طلب کرے تو
جائز ہے غرض اسکی ایک مثال ہے کہ اوسکے سمجھنے سے استعانت کے معنی خوب سمجھ میں آجاوینگے مثلاً بدن

ف بیان استعانت ١٢

مین سے جو پانی آتا ہی تو چھت پر ہوتا ہی جب تک آتا ہی اور جس روز چھت پر پانی نہوگا اوسی روز
نابدان مین سے آنا بند ہو جاویگا مگر احمق لوگ جانتے ہین کہ نابدان ہی مین سے پانی نکلکر ہمپر گرتا ہے اور
ہوشیار لوگ بوجھتے ہین کہ نابدان بیچ اوسکے آنیکا رستا ہے لیکن آتا ہی چھت پر سے پس اس طور
کا فرق مشرک اور موحد مین ہی جو کسیکے ہاتھ سے مسلمانونکو فائدہ ہوتا ہی تو وہ اوس شخص کو یون
جانتا ہے کہ یہ گویا نابدان ہی خزانہ الٰہی کا سو خاوند میرا اپنے خزانے سے اس نابدان کی راہ پانی
میرے اوپر گراتا ہی اور مشرک جانتا ہی کہ یہ نابدان اپنے پاس سے مجھکو دیتا ہی یہ سمجھکر طرح طرح کی
اوس نابدان کی خوشامد کرتا ہی اور کھڑا ہو کر اوس نابدان سے مانگتا ہی کہ اے نابدان مجھکو پانی دے
سو مسلمانونکو چاہیے کہ تمام مخلوقات کو نابدان الٰہی یقین کرے اور جانے کہ میرے خاوند کے دینے
کی یہ راہین ہین جس نابدان کی راہ چاہے تجھپر اپنا فیض گراوے اس طرح سے استعانت کرنی جائز
لیکن جو استعانت درست نہین ہی وہ یہ ہی کہ ہر جا اور ہر وقت کسی بندے کو پکارنا اور یقین کرنا
کہ وہ سنتا ہے اور بیٹھتے اوٹھتے اوسکا نام لینا اور کھانے کے وقت اوسکے نام کو یاد کرنا بدلے بسم اللہ
کے یا حضرت امام جعفر صادق کہنا اور مصیبت کے وقت اوسکی دہائی دینی اور اوسکا نام لیکر تلوار
مارنی اور اوسکے نام کی چھڑی بنانی اور لڑکون کے سر چوٹی اوسکے نام کی رکھنی اور پاؤن مین
بیڑی ڈالنی اور اوسکو فقیر بنا کر بھیک منگوانا اور اوسکے گلے مین طوق ڈالنا اور زنجیر پہنانا اور
بھوانی کی سواری سمجھکر گدھے کو اپنے دامن مین دانہ کھلانا اور اولاد کے جینے کے واسطے تعزیہ
بنانا اور سدا رکھنا اور چبوترہ طیار کرنا یہ سب استعانت حرام ہی اور بعضے لوگ جو راہ مین
چانول پکار کھتے ہین اور چار چشمے کتے کو ڈھونڈھ کر کھلاتے ہین اور بعضے شہید کا طاق جانکر
شیرینی چڑھاتے ہین یہ سب نذر شیطان کی ہی غرض وایاک نستعین کو اس واسطے صاف
ہو کر کہے کہ اودھر سے خطاب ہوے کہ سچا ہی بندہ میرا نقل ہے شیخ سفیان ثوری کی
کہ مین ایک روز نماز مغرب کی امامت کرتا تھا جب مینے ایاک نستعین کہا ڈرا کہ قیامت کو دن ایسا نہو
کہ یون کہین مجھکو اے جھوٹھے وایاک نستعین کہتا جاتا تھا اور بادشاہون سے روزی طلب

استعانت
بے جا استعانت

کرتا جاتا تھا سو یہ مجھکو یاد آیا تو ڈرا ہون کہ کیا جواب دونگا پس مسلمان کو چاہیے کہ شرم کرے کہ پانچ وقت کھڑا ہو کر کہتا ہے وایاک نستعین اور پھر دوسری طلب کرتا ہے اور دونسے اور معالم التنزیل مین لکھا ہے کہ جب حضرت ایوب علیہ السلام بیماری سخت مین گرفتار ہوے اور مدت بہت ہو گئی تو شیطان نے دیکھا کہ یہ شخص میرے فریب مین نہین آتا ہے تو ایک روز اپنی قوم کو جمع کیا اور کہا کہ ایوب نے مجھکو تھکا دیا اور میرے کسی فریب مین نہین آتا ہے اونھون نے کہا کہ تو آدم کے پاس جس رستے سے گیا تھا اوسی رستے سے اوسکے پاس بھی جا پھر ابلیس صورت حکیم کی بناکر ایک صندوقچہ دوا کا لیکر جس راہ سے حضرت ایوب کی بی بی گذر کرتی تھین اوس راہ پر جا بیٹھا اوس بی بی نے حکیم جانکر پوچھا کہ ای شیخ میرا خاوند بیمار ہے اوسکی بھی دوا تیرے پاس ہے اوسنے کہا کہ ایک دوا بہت مجرب ہے لیکن اوسمین شرط یہ ہے کہ وہ بیمار دوا کھا کر یون کہے کہ مجھکو تو نے شفا دی ہے تو وہ دوا جلد اثر کریگی اور اوسکو شفا ہو جاویگی اوس بی بی نے جاکر یہ قصہ حضرت ایوب سے کہا اونھون نے سنکر فرمایا کہ وہ ابلیس ہے اور چاہتا ہے کہ کسی طرح ایوب غیر سے مدد چاہے اور جناب حقتعالی سے نکالا جاوے تو اوسکے پاس کیون کھڑی ہوئی تھی قسم خدا کی اچھا ہو کر سو لکڑیان تجھکو مارونگا اور بی بی کو اپنے پاس سے اٹھا دیا اور بولنا موقوف کیا سو مسلمان کو چاہیے کہ سوا اللہ جل شانہ کے کسی سے مدد نہ چاہے اور زمین اور آسمان مین جتنے لوگ ہین سب اوسیکا محتاج جانے اور جاننا چاہیے کہ ہر رکعت مین جو بار بار اس صورت کا پڑھنا مقرر ہوا ہے سو اسکی وجہ یہ ہے کہ جب نمرود نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ مین ڈالا تھا تو ہاتھ پاؤن خوب جکڑے تھے کہ حضرت ہرگز ہل نہ سکتے تھے اوس وقت حضرت جبرئیل تشریف لاے اور کہا کہ ای ابراہیم اگر کہو تو مین تمہاری مدد کرون حضرت نے کہا کہ تمہاری مدد مین نہین چاہتا ہون سو اس عقیدے کو حق تعالی نے بہت پسند کیا اور مدد فرمائی پھر اس امت کو حکم دیا کہ ہر رکعت مین ایاک نعبد وایاک نستعین کہا کرو کیونکہ جب حضرت ابراہیم کے ہاتھ بندھے تھے تو وہ بھی کہتے تھے کہ تجھی سے مدد چاہتا ہون مین سو نماز مین تمہارے ہاتھ اور پاؤن بندھے ہوتے ہین سو تم بھی یہی کہا کرو کہ تجھی کو عبادت کرتے ہین ہم اور تجھی سے مدد چاہتے ہین ہم جیسے ہم نے اونکی مدد کی تھی ہاتھ اور

پانون بندھے پڑے ہی ہین ہم تمھاری بھی مدد کرینگے گویا یون کہے کہ خداوندا ہاتھ میرے اس وقت
کام نہین کر سکتے پانون میرے چل نہین سکتے آنکھ میری دیکھ نہین سکتی سوا ایسے وقت مین تجھی سے مدد مانگتا
ہون غرض حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قصے کو تفسیرون مین دیکھ لیوین اور جان لیوین کہ ایاک نستعین کے معنی
ہین اور جاننا چاہیے کہ جو لوگ سوا اللہ جل شانہ کے اورون سے مدد مانگتے ہین وہ سب قیامت کو انکے
دشمن ہو جاوینگے چنانچہ قرآن شریف مین فرمایا ہی وَیَوْمَ یَحْشُرُهُمْ وَمَا یَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ
اللّٰهِ فَیَقُوْلُ ءَاَنْتُمْ اَضْلَلْتُمْ عِبَادِیْ هٰؤُلَاۗءِ اَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِیْلَ ۝ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ مَا كَانَ
یَنْۢبَغِیْ لَنَاۤ اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ مِنْ اَوْلِیَاۗءَ وَلٰكِنْ مَّتَّعْتَهُمْ وَاٰبَاۗءَهُمْ حَتّٰی نَسُوا الذِّكْرَ وَكَانُوْا
قَوْمًۢا بُوْرًا ۝ فَقَدْ كَذَّبُوْكُمْ بِمَا تَقُوْلُوْنَ فَمَا تَسْتَطِیْعُوْنَ صَرْفًا وَّلَا نَصْرًا وَمَنْ
یَّظْلِمْ مِّنْكُمْ نُذِقْهُ عَذَابًا كَبِیْرًا ۝ یعنی اوس روز جمع کریگا اللہ اونکو کہ جنکو پوجتے تھے سوا اللہ کے
پھر فرماویگا اونکے معبودونکو کیا تمنے گمراہ کیا میرے بندونکو یا وہ خود بھول گئے راہ کو بولینگے
پاک ہے تو نہین لائق ہے ہمکو کہ پکڑین پیچھے تیرے کوئی حمایتی اور لیکن مراد دیتا رہا تو نے اونکی اور اونکے باپ
دادونکی یہانتک کہ بھول گئے نصیحت کو اور ہوگئے یہ لوگ ہلاک پھر فرماویگا کہ معبود تمھارے جھوٹھا ٹھہراتے
ہین جو تم کہتے تھے پس نہین طاقت رکھ سکتے تم عذاب کے پھیر نیکی اور مدد کرنیکی اور جسنے شرک کیا
تم مین سے چکھاوینگے ہم اوسکو عذاب بڑا یعنی جب اللہ پوچھیگا بعضے سوا اونسے اور اولیا اونسے
کہ تمنے میرے بندونکو کہا تھا کہ تم ہمسے مانگا کرو یا وہ اپنی حماقت سے آپ مانگتے تھے وہ عرض کرینگے
کہ تو نادانی اور جہالت سے پاک ہے ہمسے پوچھینگی تجھکو کیا حاجت ہے اور ہمارا کیا مقدور ہے
کہ ہم سکھاوین کسی کو کہ تم اللہ کو چھوڑ ہمسے مانگا کرو کیونکہ ہم خود محتاج ہین تیری حمایت کے
لیکن اونکے مانگنے کی ہمسے یہ وجہ معلوم ہوتی ہی کہ یہ لوگ مرادین مانگتے تھے ہمسے اور تو اپنی رحمت
سے اونکی مرادین پوری کرتا تھا یہ اپنی حماقت سے جانتے تھے کہ اونھون نے ہماری مرادین پوری
کی ہین یہ جانکر ہماری طرف دوڑتے اور نذر نیاز ہماری کرتے تھے یہان تک ہوا کہ تیری نصیحت کو
بھول گئے اور ہلاکت مین اپنی جان کو ڈال دیا پھر اللہ تعالی فرماویگا کہ تم جو انکو قاضی الحاجات

کہتی تھے سو وہ جھٹلاتے ہین تمکو اور کہتے ہین کہ ہم خود محتاج ہین حمایت کے سوا نکے اب امیدوار
نہ رہو اور خود بھی طاقت نہین رکھتے ہو کہ عذاب کو اپنے سے دفع کر دیا اپنی آپ مدد کرو اور ہمارے دربار
مین یہ قاعدہ ہی کہ جسنے تم مین سے شرک کیا چکھا وینگے ہم اوسکو بڑا عذاب اور اہل تفسیر نے لکھا ہی کہ یہ
آیت مقبولونکے حق مین ہی جیسے کہ حضرت عیسیٰ اور حضرت عزیر وغیرہ ہین غرض آدمی کو چاہی کہ حضرت
حق کے ساتھ کسیکو شریک نکرے خواہ وہ شخص مقبول ہو یا مردود نہو کیونکہ حق تعالیٰ کی
ذات پاک دونونسے بڑی ہی مگر اونسے دعا کروانی اس واسطے کہ اونکی دعا اکثر مقبول ہوتی ہی لیکن یون
سمجھانے کہ کوئی دعا اونکی رد نہین ہوتی ہی بلکہ یون سمجھے اگر اللہ چاہے تو قبول کرے چاہے رد کرے کیونکہ اللہ
جل شانہ کسی سے دب کر کام نہین کرتا ہی اور اپنے ارادہ کو سبکے ارادے پر غالب رکھتا ہی اور جاننا چاہیے
کہ حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوجہل اور ابی لہب اپنے چچا کے حق مین بہتیری دعا کی
قبول نہوئی اور بزرگ لوگونکو ہر وقت عالم الغیب نہ جاننا چاہیے لیکن اتنا عقیدہ رکھے کہ حق تعالیٰ
جب چاہتا ہی اونکو کوئی بات معلوم کرا دیتا ہی اور یہی معنی ہین خرق عادت کے اور اگر ہر وقت
اونسے کرامت ہوا کرتی تو وہ عادت ہو جاتی خرق عادت نام نہ رہتا اور دلیل اسکی یہ ہی کہ حضرت
یوسفؑ کنعان کی پاس کوئین مین رہے اور حضرت یعقوبؑ کو نہ معلوم ہوا اور جب اللہ جل شانہ نے چاہا
تو مصر سے ہوا کے ساتھ خبر پہنچوائی اور پانچ چیزونکی خبر کسیکو نہین ہی یہانتک کہ اگر کوئی کہے کہ جناب
محمد رسول اللہ ان پانچونکو جانتے تھے تو جان لیجے کہ یہ افترا کرتا ہی اور وہ پانچون یہ ہین کہ ایک
قیامت کا آنا کہ کب آویگی دوسرے مینہہ کا برسنا اور تیسرے شکم کا حال دریافت کرنا کہ لڑکی ہی یا لڑکا
ہی گورا ہی یا کالا ہی پست قد ہی یا بلند قد ہی سعید ہی یا شقی ہی اور چوتھے آگی کا حال معلوم کرنا کہ کل
مجھ سے کیا فعل ہوویگا اور پانچون یہ معلوم کرنا کہ مین کس زمین مین مرونگا اور جاننا چاہیے
کہ فقہا نے لکھا ہی کہ بحق فلان کرکے دعا نکرنی چاہیے کیونکہ حق تعالیٰ پر کسیکا حق واجب نہین ہے
مگر حق سے اگر یہ مراد رکھے کہ وہ حق کہ تو نے وعدہ کیا ہی اپنی رحمت سے اس بندیکو اوس حق کی دینے
کا تو مضایقہ نہین ہی کیونکہ حدیث مین آیا ہی کہ خدا کا حق بندی پر اوسکی عبادت کا کرنا ہی اور بندیکا حق

اور یہ خدا کے بخش دینا ہی سو اس جگہ حق وعدہ مراد ہی کہ حق تعالی نے اپنی رحمت سے وعدہ کیا ہے بخشش کا اور بعضے لوگ کہتے ہین کہ یہ لوگ بڑے بے ادب ہین کہ نبی کو اور ولی کو اور بت کو شرک مین برابر ذکر کرتے ہین لیکن یہ نہین جانتے ہین کہ متقدمین نی بھی اسی طرح کہا ہی جنکے ہم پیرو ہین اور اونکے کہنے پر چلتے ہین کہ اونھون نے محمد رسول اللہ کو اور لات اور عزی کو شرک کے باب مین ایک جگہ بیان کیا جیسے کہ فقہ مین ذبیحہ کے باب مین لکہا ہی کہ جو کوئی بسم اللہ واللات والعزی کہکر ذبح کرے یا بسم اللہ محمد رسول اللہ کہکر کرے تو دونون شکلو نمین حرام ہوجاتا ہی سواب غور کر دیکھیے کہ بے ادبی کہانتک پہونچتی ہی معاذ اللہ منہا اور بعضے لوگ اپنے کھیتون مین اور باغون مین اپنے بندونکے نام کا غلہ مقرر کرتے ہین اور جانتے ہین کہ اونھون نے مدد کرکے برکت دی ہی اور یہ نہین جانتے ہین کہ پیداکرنے مین اختیار کسیکا نہین ہی سوا اللہ کے اس واسطے اللہ نے فرمایا ہی سورۂ انعام مین کہ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ یَوْمَ حَصَادِهٖ وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ یعنی جس روز کاٹو تم کھیتونکو اپنے اوس روز حق نکالو تم اللہ کا اور بیجا خرچ نکرو یعنی اور کسیکی نیاز اور نذر نہ نکالو اور اللہ دوست نہین رکھتا بیجا خرچ کرنیوالونکو یعنی پیداکرے اللہ اور نیاز کرو تم اورونکی ایسے لوگونکو اللہ دوست نہین رکھتا ہی بلکہ دشمن رکھتا ہی اور بعضے لوگ بندونکے نام کا جانور مقرر کرتے ہین کوئی پیرانکے نام کا کرتا ہی اور کوئی سید احمد کبیر کے نام کا کرتا ہی اور کوئی ہٹیلے کا مرغ مقرر کرتا ہی اور کوئی بزرگونکے نام پر ساند بنا کر چھوڑتا ہی اور اللہ صاحب نے اس آیت مین اسکا اشارہ بھی فرمایا ہی وَمِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّفَرْشًا كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ یعنی پیداکیا ہی اللہ نے جانورونمین سے بوجھ اوٹھانیوالونکو اور ذبح کے واسطے نیچی گردن کرنیوالونکو کھاؤ تم جو دیا ہی تمکو اللہ نے اور نہ چلو تم قدمونپر شیطان کے مقرر وہ تمھارا دشمن ہی ظاہر یعنی بعضے جانورونکو اللہ نے بوجھ اوٹھانیکے واسطے پیداکیا ہی سو یہ نکیا کرو کہ کسیکے نام کا چھوڑ رکھو اور بوجھ لادنیکو منع کرو اور بعضونکو کھانیکے واسطے مقرر کیا ہی اور کسیکی نیاز نکالنیکے واسطے مقرر نہین کیا ہی یہ نیاز کا نکالنا بندونکے واسطے شیطان کے قدمونپر

بعضے آیت

چلنا ہی اور وہ تمھارا ظاہر دشمن ہی کہ ہر وقت یہی چاہتا ہی کہ تم جنت سے محروم رہو اور دوزخ میں گر جاؤ واللہ اعلم

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ

یعنی دکھا ہمکو راہ سیدھی

اور راہ سیدھی سے مراد اس جگہ قرآن شریف اور حدیث ہی کہ جو خالی ہی بدعت سے اور عصیان سے لیکن ہر کوئی اپنی راہ کو سیدھی جانتا ہی اس واسطے آگے فرمایا ہی کہ مطلق راہ طلب کرو بلکہ یون کہو

صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ

یعنی راہ اون لوگونکی کہ نعمت کی تونے اوپر اون کے

سو وہ راہ چار فرقون کی ہی انبیا[۱] اور صدیقین[۲] اور شہدا[۳] اور صالحین[۴] سو نماز مین جس وقت اس جگہ پہونچے تو ان چار فرقونکی راہ کو طلب کرے لیکن جاننا چاہیے کہ نبی کسکو کہتے ہین اور صدیق کسے کہتے ہین اور شہید کی کیا صفت ہی اور صالح کسکا نام ہی سو جان لے کہ نبی وہ انسان ہی کہ قوت نظریہ اور عملیہ مین مرتبہ کمال کا رکھتا ہو اور خدا تعالی نے اوسکو واسطے ہدایت خلائق کے مبعوث کیا ہو اور ہر آدمی کو دو قوتین دی ہین ایک قوت نظریہ دوسری قوت عملیہ قوت نظریہ اوسکو کہتے ہین کہ ہر چیز کو اوس قوت سے پہچان لیوے اور قوت عملیہ اوسکو کہتے ہین کہ جو نیک اور بد آدمی سے ہوتا ہی اوسی قوت سے صادر ہوتا ہی سو حق تعالی نبی کو بلا واسطہ تربیت فرماتا ہی اس واسطے کہ تاثیر انوار کی اوسکی قوت نظریہ مین ایسی بخشتا ہی کہ غلطی اور شبہہ اوسکی نظر مین ہرگز نہین پڑتا اور اوسکی قوت عملیہ کو ایسا ملکہ دیتا ہی کہ بسبب اوسکے ہر نیکی اوس سے رغبت کے ساتھ ہونے لگتی ہی اور ہر بدی سے محفوظ رہتا ہی یہانتک کہ معصوم ہو جاتا ہی اور بسبب قوت عملیہ کے عقل اوسکی کمال کو پہونچ جاتی ہی اوسکے بعد خلقت کی تعلیم کے واسطے اوٹھایا جاتا ہی اور اوسکی طرف وحی آتی ہی اور عوام کے واسطے معجزے اوسکے ہاتھ سے ظاہر ہونے لگتے ہین اور خواص کے واسطے اوسکو اخلاق کریمہ بخشتے ہین اور علوم صادقہ نصیب کرتے ہین اور بیان شافی اور حجت واضح اوسکو عطا فرماتے ہین اور صحبت مین اوسکی انوار برکات پیدا کرتے ہین اور صدیق وہ ہی کہ قوت نظریہ اوسکی مثل قوت نظریہ انبیا کی ہوتی ہی خواہ نبی ہو خواہ نہو اور ابتدای عمر سے جھوٹ نہین

فائدہ ۱ — معنی نبی کے

فائدہ ۲ — معنی صدیق کے

بولتا ہی اور عمل اوس سے ایسے خالص ہوتے ہین کہ نفس کا ہرگز لگاو نہین ہوتا ہی اور اوسکی نشانی یہہ ہے کہ اپنے
قصد مین تردد نکرے یعنی اللہ پر توکل کرکے اوس کام کو کرنے لگے اور اسباب پر چندان خیال نکرے اور اگر
نماز مین اوسکو بڑی سے بڑی مصیبت آجاوے تو ادھر اودھر ندیکھے بلکہ سوای خیال حق تعالی کے
دوسری طرف خیال نکرے اور ظاہر و باطن مین یکسان ہووے اور خواب کی تعبیر خوب جانے اور شہید وہ ہے
کہ جو حکم نبی صلعم نے اوسکو پہونچا دیا ہی اوس حکم کو ایسے یقین کے ساتھ قبول کرے کہ گویا آنکھونسے دیکھتا ہی اور
اللہ کی راہ مین اپنی جان دینی کو سب چیز سے آسان جانے گو وہ شہید ہوا ہو یا نہوا اللہ کے نزدیک وہ شہید ہے
اور قوت علمیہ اوسکی اپنے کمال مین نزدیک قوت انبیا کے ہوتی ہی اور صالح وہ ہے کہ ظاہر اپنے کو گناہونسے
پاک کرے اور باطن اپنے کو برے عقیدے سے باز رکھے اور بد خلقی سے دور رہے اور یاد حق مین ایسا محو
ہوجاے کہ گنجایش دوسری چیز کی اوسکے دل مین نرہے یہانتک ان سبکی جدا جدا تعریف ہو چکی پھر جو باتین
کہ شامل ہین ان چارونکو وہ یہہ ہین کہ حق تعالی اونکو دوست رکھتا ہی اونکے رزق کی کفالت کرتا ہے
بلکہ عزت بھی دیتا ہی کہ امیرونکو اوس عزت سے نہین ملتا اور نہ ظاہر مین اونکو سب لوگونسے امتیاز دیتا ہے
اور اونکے دشمنونسے اونکو محفوظ رکھتا ہی اور اونکے دلونمین اپنی عزت اور عظمت ڈالتا ہی کہ اوسکی سبب سے
کسی بادشاہ و امیر کی عزت کو خیال مین نہین لاتے اور کلمہ حق کہہ دیتے ہین اور اونکی خدمت کے واسطے کمر نہین
باندھتے ہین اور حق تعالی اونکی ہمت کو بلند کر دیتا ہی کہ ہرگز دولت اور دنیا کا خیال نہین کرتے ہین
اور اونکے دلونکو روشن کر دیتا ہی کہ اوس سے حق تعالی کی اشارے کو پہچان لیتے ہین چنانچہ ایک بزرگ کی نقل ہے
کہ کہتے ہین کہ جب مجھکو رکوع کرنیکو فرماتا ہی جب مین رکوع کرتا ہون اور جب کہتا ہی کہ سر اوٹھا اوس وقت
مین اوٹھاتا ہون اور اونکے سینے کو کھول دیتا ہی کہ کوئی مصیبت دنیا کی اونکو معلوم نہین ہوتی ہے اور
اوس مصیبت مین تنگ نہین ہوتے ہین چنانچہ حضرت صلعم نے فرمایا ہی کہ جیسا تم ترقی مین خوش ہوتے ہو ویسا
ہم تنگی مین خوش ہوتے ہین اور اونکی صورتونپر ہیبت ڈالتا ہی کہ بڑی بڑے بادشاہ جبار اونسے
کانپتے ہین اور بڑے سرکش اونسے دب کر چپتے ہین لیکن جاننا چاہیے کہ بعضے فرقے دعوی کرتے ہین کہ ہم اون
بزرگونکے طریقے پر ہین اور اپنی نسبت اونکی طرف کرتے ہین اور لوگونکو فریب دیتی ہین کہ ہم اونکے گروہ

کہلاتے ہین اور حال یہ ہے کہ اونکے طریقے سے محض خلاف ہین جیسے کہ یہود و نصاریٰ کہ اپنی نسبت
انبیا کی طرف کرتے ہین اور اونکے طریقے پر عمل نہین کرتے اور جیسے شیعہ کہ اپنی نسبت امامون کی
طرف کرتے ہین اور متابعت اونکے قول و فعل کی نہین کرتے بلکہ تعزیہ داری اور نوحہ اور ماتم جو ممنوعات
شرعیہ ہین اور کسی امام سے یہ امور ثابت نہین عمل مین لاتے ہین اور اوسکو عین محبت جانتے
ہین اور اسی طرح فرقہ جلالیہ و مداریہ وغیرہ کہ اپنی نسبت بزرگونکی طرف کرتے ہین اور اونکے خلاف
راہ چلتے ہین جیسے کوئی سر پر چوٹی رکھتا ہے کوئی چار ابرو کی صفائی کرتا ہے اور کوئی مزامیر کو کہ جو بالاتفاق
حرام ہے اوسکو حلال جانتے ہین سو انکے دعویکے باطل کرنے کے واسطے ایک عبارت اور فرمائی
اس واسطے کہ وہ راہین اون بزرگون کی طرف نسبت کرنے سے ظاہر مین مستقیم معلوم ہوتے
ہین اور حقیقت مین اون لوگون نے اوس راہ کو بہت بگاڑ دیا ہے سو اسکے واسطے یون کہو

غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ

یعنی نہ راہ اون لوگونکی کہ غضب کیا گیا اونپر اور نہ راہ گمراہون کی

گویا یون تعلیم فرمایا کہ مطلق راہ مستقیم بھی جس طرح پر ہو نہ مانگا چاہیے کیونکہ مغضوب اور گمراہ لوگونے
اوس راہ کو خراب کر دیا ہے سو اونکے کہنے پر نہ چلو بلکہ ہمسے یون کہو کہ خداوندا وہ راہ ہمکو نصیب کر کہ جو
حقیقت مین راہ بزرگونکی ہے اور وہ راہ نہ دکھا کہ جسمین ہمپر تیرا غضب ہووے اور ہم گمراہ ہو جاوین اور
جاننا چاہیے کہ راہ مستقیم جب حاصل ہوتی ہے کہ بدعت کو اور زیادتی اور کمی کو ترک کرے اور سنت
رسول اللہ کو اختیار کرے اور بدعتین بہت سی ہین اس مختصر مین بیان نہین ہو سکتی ہین مگر تھوڑا سا بطور
نمونے کے بیان سنا چاہیے مثلاً غمی کے بیچ مین سیکڑون روپیے بیجا صرف کرتے ہین خود بھی مفلس اور قرضدار
ہو جاتے ہین اور دوسرونکو بھی فائدہ نہین پہونچتا مردے کے پیچھے سال بھر تک طرح طرح کے رسوم اور
بدعات کرتے ہین کہ مین سوم کے روز تکلفات رسمیہ کرنا اور اصراف مال کا بیجا کرنا مثلاً مجلس سوم کی
منعقد کرنی واسطے قرآن خوانی اور کلمہ خوانی کے اور اوسمین حقہ پینا اور بیہودہ باتین کرنی اور قرآن شریف
کی تعظیم نہ کرنی اور سوا اوسکے اور فضول کام کرنے اور اوس روز کھانا پکا کر برادری والونکو اور اغنیا کو

کھلانا اور اوسمین کئی طرح سے قباحت ہے اکثر یہ بات ہی کہ وارث یتیم ہوتے ہین وہ مال اونکا حق ہوتا ہے
اونکے مال کو بے وجہ شرعی کھانا حرام ہے اور کبھی اوس مال مین حق شرکا کا ہوتا ہی تو اوس مال کو
بدون تقسیم کے صرف کرنا درست نہین ہی اور اکثر یہ بات بھی ہی کہ میت قرضدار ہوتا ہے تو پہلے اوسکے
ادائے قرضہ کرنا چاہیے بدون ادائے قرضے کے خواہ مخواہ تکلفات مین صرف کرنا نہ چاہیے اور
اسی طرح ہی حکم ہشتم اور نہم اور دہم اور ششماہی اور سالیانہ کا کہ ان دنون مین واسطے نمونہ وارثین کے
اور بخوف طعن برادری کے یہ سب تکلیفین اوٹھاتی ہین اور اگر وہ نہین ہوتا ہی تو سودی روپیہ قرض
نکلواتے ہین اور اگر سودی بھی نہین ملتے ہین تو مکانات گرو کرتے ہین اور رسوم بیجا مین خرچ کرتے ہین
اور قبرونکو پختہ کرواتے ہین اور اونپر روشنی کرتے ہین اور اونپر چادر اور غلاف ڈالتے ہین اور بعضے بیس
دن تک برہنی روتے ہین اور چہلم تک لحد پر چراغ روشن کرتے ہین اور چالیسون کو روح نکلواتے ہین یا
اور چارپائی پر چادر بچھاتے ہین اور اوسکے تلے خاک بچھاتے ہین جو اونکو کوئی شیطان یا کوئی جانور
اوسپر بیٹھ جاتا ہی اوسکو جانتے ہین کہ کھلانے کی روح اس قالب مین آئی غرض آوا گون کے قائل ہوتے ہین
اور اوس مردہ پر نوحہ کرتے ہین اور ٹاٹ بچھاتے ہین اور اوسپر سوتے ہین اور اسی طرح اپنی شادیون مین
بیوجہ خرچ کرتے ہین کہین ناچ کرواتے ہین کہین ڈومنیان بلوا کر گواتے ہین کہین بی بی کا کھانا کرتی
ہین اور اوس کھانے کو مردون پر اور لونڈیون پر اور دوسرے نکاحی عورت پر حرام جانتے ہین اور

بی بی کی صحنک کی اصل یون معروف ہے کہ جہانگیر بادشاہ کی بی بی نورجہان جو دوسرا
نکاح اوسکا بادشاہ کے ساتھ ہوا تھا اور بادشاہ کے نزدیک اوسکی خاطر بڑی تھی اور اور بیبیان
اسی سبب سے اوس سے حسد رکھتی تھین اوسکی ذلت کے واسطے یہ تجویز کی کہ بی بی کے فاتحہ کے نام کا
کھانا پکایا اور اوسکا نام صحنک رکھا اور ایک محفل قرار دی اور اوسمین سب بیبیان جمع ہوئین اور
نورجہان بھی اون مین تھی جب کھانیکے واسطے بیٹھین تب صحنک کرنیوالی نے کہا کہ ای بیبیو یہ
صحنک نیاز حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کی ہی اور جو دوخصمی ہو اوسکو کھانا درست نہین ہے
پس نورجہان اوٹھ گئی اور سب بیبیون مین ذلیل ہوئی اور وہ بیبیان اوسکی ذلت سے خوش ہوئین

اوس روز سے صحنک کا رواج جاری ہوا اور شریعت مین کچھ اصل نہین ہی اور نہ کچھ ثواب بلکہ
حرکت بیجا موجب گناہ کا ہی اور کہین اللہ میان کا تخت کرتے ہین اور ایک ٹھلیا کو پھول پہنا کر
اوسپر جہاالکر بیچ مین بت کی طرح رکھتے ہین اور پچھلی رات کو اوس ٹھلیا کو جانتے ہین کہ اللہ
صاحب یہی ہین آئے ہین اور صبح کو اوسکا پانی تبرک کی پلاتے ہین اور دولہا کو حرام پوشاک پہناتے
ہین اور جیسے کہ ہندو مور سر پر رکھتے ہین یہ لوگ سہرا سونڈ کی طرح لٹکاتے ہین اور کنگنا اوسکے
ہاتھ مین باندھتے ہین اور اوسکو حاجت ہویا نہو مقرر اوس رات نہلاتے ہین اور دلھن کو جلوا دلاتے
ہین اور ہنود کی طرح گونا مقرر کرتے ہین غرض ایسے ایسے خرافات شادی مین کرتے ہین اور
بعضے لوگ سلام علیک کے بدلے بندگی کرتے ہین اور بعضے لوگ حضرت علی کو شیخین پر
یعنی حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالی عنہما پر فضیلت دیتے ہین اور بعضے اپنے پیرونکو معبود
کرکے بولتے ہین اور اونکو انبیا علیہم السلام پر فضیلت دیتے ہین اور بعضے لوگ اماموں کو غیر
فضیلت دیتے ہین اور بعضے لوگ جھوٹھی قبرین بنا کر پوجتے ہین اور اون جھوٹھی قبرونکے روبرو
کھڑے ہوکر روزی اور رزق مانگتے ہین اور بعضے لوگ کہتے ہین کہ حضرت علی کے دوستدار کو شقر کیا
کا اور کوئی گناہ ضرر نکریگا اور جنت مین مقر جاویگا اور بعضے لوگ بزرگونکی شفاعت کے بھروسے پر
اللہ جل شانہ سے گناہ کرتے ہین اور کہتے ہین کہ وہ ہمکو بخشوالینگے گو کہ اللہ راضی ہو یا نہووے وہ
راضی کرلینگے اور یہ نہین جانتے ہین کہ اللہ کے چور کو کوئی نہین چھپا سکتا ہی بلکہ اگر وہ بزرگ لوگ
کیسکی طرف سے اللہ کی نظر پھری ہوئی پاوینگے تو اوس وقت وہ بھی دشمن ہوجاوینگے کیونکہ دنیا مین بھی
اونکی یہی حالت رہی کہ اللہ کے دوست کو دوست رکھتے تھے اور اوسکے دشمن کو دشمن رکھتے تھے وہی
حال بلکہ اوس سے بھی زیادہ آخرت مین ظہور کریگا اور تفسیر حسینی مین لکھا ہی مغضوب اور ضال سے مراد قرتہ یہود
اور نصاری کا ہی یہودی بزرگونکو برا کہتے ہین اور نصاری نبی کو درجہ خدا کا لگا لیتے ہین سو معنی غیر
المغضوب علیہم ولا الضالین کے یہ ہوکہ نہ تو ہم ایسے ہوجاوین کہ بزرگونکا انکار کرین اور نہ ایسے
ہوجاوین کہ اونکو تیرے برابر سمجھین اور اونسے مرادین مانگین اور اونکو ہر وقت عالم الغیب جانین بلکہ وہ راہ

دکھا کہ نبی کو بھی جانیں اور ولی کو ولی جانیں اور جاننا چاہیے کہ پل صراط جو بال سے زیادہ باریک ہی وہ راہ مستقیم ہے شریعت کی کہ پل کی شکل بنکر دھری جاویگی اور لوگ اوسپر سے گذرینگے سو جنکو یہاں عادت تھی اوس راہ پر چلنے کی وہ لوگ وہاں بھی دوڑتے ہوئی چلے جاوینگے اور جنکا یہاں قدم پھسلتا تھا کہ کوئی حکم شرع کا کرتے تھے اور کوئی موافق خوشی نفس کے کرتے تھے سو وہاں بھی اونکا قدم پھسلیگا اور اونکو ایک لپٹ دوزخ سے نکلکر لیجاویگی اور اس تقریر سے معلوم ہوا کہ راہ مستقیم بال سے بھی زیادہ باریک ہی کیونکہ اسی راہ کی صورت وہاں ظاہر ہوویگی سو اوس راہ چلنا بڑے مردوں کا کام ہے

فائدہ اور **بعضے لوگ رانڈوں کا نکاح نہیں کرتے ہیں** اور اونکو تمام عمر بند کر رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ شرافت سے بہت بعید ہی کہ عورت دوسرا نکاح کرے اور یہ نہیں جانتے ہیں کہ بڑے اشرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے کہ اونکی دو صاحبزادیوں کا دوجگہ نکاح ہوا اور حضرت فاطمہؓ کی صاحبزادی کا چار جگہ نکاح ہوا پھر اونسے زیادہ شرافت کا دعوی کرنا حماقت ہے

فائدہ اور **بعضے لوگ بزرگونکی فاتحہ کے واسطے** بہت سے تکلف کرتے ہیں خواہ مخواہ کورے برتنوں میں پکاتے ہیں اور کوئی آگ مانگے تو نہیں دیتے ہیں اور پانی اچھوتا مقرر کرتے ہیں اور جگہ کو لیپتے ہیں اور اونکے کھونے کی جگہ چوکا مقرر کرتے ہیں کہ کوئی پانوں نرکھے اور بیٹھ نجاوے اور اگر کی بتی جلاتے ہیں اور شمع روشن کرتے ہیں اور ان سب چیزونکا نام اچھوتا رکھتے ہیں اور اوس کھانے پر پان پھول لگواکر فاتحہ پڑھواتے ہیں اور فاتحے کے وقت ہاتھ باندھے اوس کھانے کے روبرو کھڑے رہتے ہیں اور جانتے ہیں کہ اس وقت وہ بزرگ یہاں آئے ہیں یہ جانکر روزی ورزق اونسے مانگتے ہیں اور فاتحے کے بعد اوس چوکی پر بعضے سجدہ کرتے ہیں اور بعضے سلام کرتے ہیں اور اوسکا نام نیاز رکھتے ہیں یہ سب باتیں تراشی ہوئی ہیں ان سب باتونکی شرع شریف میں کچھ اصل نہیں ہے

فائدہ البتہ ایصال ثواب کے لیے کھانا حلال پیسے بلوا کر بھوکوں و محتاجوں کو کھانا کھلانا اور اوسکا ثواب بزرگوں یا عزیزونکو بخشنا باعث نجات اور ثواب کا ہے اور جائز ہے

فائدہ اور **بعضے لوگ شہادت کی رات** حلوا پکاکر تعزیے کے روبرو تمام شب دھر رکھتے ہیں اور صبح کو تبرک جانکر آپس میں بانٹتے ہیں اور شربت کے گھڑے تعزیے پر چڑھاتے ہیں اور اوسکو نیاز

حسینؓ کی مشہور کرتے ہین اور یہ لوگ سمجھتے نہین ہین کہ نیاز سوا اللہ کے دوسرے کو نہین درست ہے اور بعضے چاندی کا پنجہ اور آنکھ اور روٹی بنا کر چڑھاتے ہین اور بعضے پھر منی لکھ کر لگاتے ہین اور بعضے لوگ محرم کے دنون مین چھیکا کھاتے ہین اور زمین پر سوتے ہین اور پان نہین کہاتے اور عورتین اپنا اتار ڈالتی ہین اور منت مانکر ساری رات چلمنبری کرتی ہین اور نامحرمون مین پھرتی ہین اور اونکے والی منع نہین کرتے یہ سب امور ناجائز اور باعث گناہ ہین اور بعضے لوگ جمعرات کے فاتحے کو واسطے ایک حدیث نقل کرتے ہین کہ جمعرات کو سب ارواحین اپنے گھرون مین آتی ہین پھر اگر اونکے واسطے اون لوگون نے کچھ دکایا ہوتا ہی تو خوش ہوتی ہین اور نہین تو نا امید ہو کر چلی جاتی ہین سو یہ حدیث صحیح نہین ہی اور علماے حدیث کے نزدیک اس حدیث کی صحت نہین ہی اور جاننا چاہیے کہ یہ جو حدیث مین آیا ہی کہ مردے کی طرف سے صدقہ دیا چاہیے سو وہ یہ ہے کہ کوئی غلام خرید کر آزاد کرنا چاہیے جیسے کہ حضرت عائشہؓ نے کیا ہی اپنے بھائی کی طرف سے یا کوئی کنوان کھدوا دیا چاہیے اگر یہ نہ ہو سکے تو کسی بھوکے کو کھانا کھلوا دیوے یا کسی ننگے کو کپڑا پہنا دیوے یا کسی کا قرض ادا کر دیوے یا کسی حاجتمند کو نقد دیوے یا قرآن شریف یا درود پڑھکر یا پڑھوا کر اوسکا ثواب بخشے یا قرآن شریف یا کتب دینیہ کے پڑھنے والون کو دیوے اوسکا ثواب جسے چاہے بخشے اور نیت کر لیوے کہ اوس مردے کی طرف سے پہنچے یہ کیا ہی اسکا ثواب اوسکو ہووے پس شریعت مین یہ صورت ایصال ثواب کی ہی اور جاننا چاہیے کہ بعضے مفسرین کے نزدیک مراد راہ مستقیم سے یہ ہی کہ خالی ہووے افراط و تفریط سے یعنی زیادتی اور کمی سے مثلاً وحدانیت مین افراط یہ ہی کہ ذات الٰہی مین تعطیل کا اعتقاد کرے یعنی ذات الٰہی کو خالی افعال سے اور صفات سے جانے جیسا کہ یہ مذہب حکماے یونان کا ہی اور تفریط یہ ہی کہ اوسکی صفات خاصہ کو ممکنات اور مخلوقات مین بھی اعتقاد کرے جیسا کہ مشرکین بعضے صفات الٰہیہ کو مثل خالقیت اور رزاقیت کے مخلوقات مین اعتقاد کر کے اونکی پرستش کرتے ہین اور افراط عبادت مین یہ ہی کہ ہر شی کو مظہر صفت الٰہی جانکر اوسکو پوجنے لگے اور تفریط یہ ہی کہ حقتعالی کو مستغنی سمجھکر اوسکی عبادت کو بیفائدہ اعتقاد کرے اور افراط عادت مین یہ ہی کہ ہر کام مین نحوست اور سعادت کا پابند ہونا مثلاً اولاد مین اور لونڈی غلام مین اور مواشی اور حویلی مین اور

ف ١ بیان صدقہ کا مردہ کی طرف سے ١٢

ف ٢ بیان راہ مستقیم ١٢

ف ٣ بیان افراط و تفریط وحدانیت مین ١٢

ف ٤ بیان افراط و تفریط عبادت مین ١٢

ف ٥ افراط و تفریط عادت مین ١٢

کھیتی اور باغ مین نحوست اور سعادت کو لازم خیال کرنا جسکو سعد خیال کرے اوسکو عمل مین لایا کرے
اور جسکو نحس جانے اوس سے احتراز کیا کرے اور ہر وقت اور ہر کام مین اس خیال کا گرفتار رہے اور
کسی مطلب کے لیے برہمن سے پوچھکر اوسکے قول کو سچا جانے اور اوسپر عمل کرے اور اپنے اوپر زندگی کو
تنگ کرے اور مثل ہیولے اور وحشی کے ہر چیز سے ڈرے اور تفریط یہ ہے کہ دوا اور غذا اور پرہیز اور دعا کو
محض بے اثر اور بے فائدہ سمجھنا اور بے قید ہوکر جو چاہنا سو کرنا اور اسی طرح سے انبیا اور اولیاؤن کے
فضائل و مراتب مین برابر انبیا کے جاننا اور انبیا کو درجہ الوہیت کا لگانا یعنی اونکو ہر وقت عالم الغیب
سمجھنا اور یہ یقین کرنا کہ ہر جگہ ہر کسی کی فریاد کو سنتے ہین اور اوسکے حال سے واقف ہین اور ہر چیز پر قدرت
رکھتے ہین اور اونکی ہر شفاعت اور ہر عرض کو جناب الٰہی مین واجب القبول یقین کرنا گو خدا راضی ہو
یا نہو اور اونکی صورتونکو اور قبرونکو معبود مقرر کرنا اور اونکے سامنے کھڑے ہوکر اونسے روزی رزق
اولاد طلب کرنا اور دوزخ اور بہشت اور حساب اور میزان کا اونکو مالک جاننا اور کہنا کہ جسکو چاہین
دوزخ مین ڈالین اور جسکو چاہین جنت مین لیجائین یہ عقیدہ بالکل افراط مین داخل ہے اور تفریط اسمین
یہ ہے کہ اونکی بزرگی کا انکار کرنا اور اونکی نبوت اور ولایت کو کچھ نہ سمجھنا اور اونکے معجزات اور کرامات
کا انکار کرنا اور اونکو بعد موت کے مانند سنگ و چوب کے بیکار محض جاننا اور ولایت دوازدہ امام
پر ختم جانکر اورونکی ولایت سے انکار کرنا یہ سب تفریط مین داخل ہے اور افراط ایمان مین یہ ہے کہ
یقین کرے کہ مومن کو کوئی گناہ ضرر نہین کرتا ہے اور تفریط یہ ہے کہ گنہگار کو کافر سمجھے اور بڑے گناہ
والے کو حکم خلود فی النار کا کرے اور کلام مین افراط یہ ہے کہ ہر وقت بیہودہ گفتگو کیا کرے اور تفریط
یہ ہے کہ بالکل بولنا چھوڑ دے اور دین کی حرارت مین افراط یہ ہے کہ ہر کسی سے ادنی امر دین مین
جھگڑا کرے اور ترک مستحب کے واسطے غصہ کرے اور اوسکو کافر کہے اور تفریط اسمین یہ ہے کہ
بے نمازیون سے بے تکلف صحبت رکھے اور کچھ دل مین کراہت نہ لاوے اور صاحب بدعت
کی تواضع تعظیم کرے اور صرف مین افراط یہ ہے کہ اسراف کرنے لگے اور تفریط یہ ہے کہ بالکل بخیل ہو جاوے
اور شجاعت مین افراط یہ ہے کہ تہور اختیار کرے اور بے موجب ہر کسی سے لڑا کرے

اور تفریط یہ ہی کہ نامرد ہیجا وے اور جبن اور بزدلی اختیار کرے غرض توسط ہر جگہ محمود ہی اور افراط و تفریط ہر جگہ مذموم ہے اور جاننا چاہیے کہ راہ مستقیم راہ انبیا کی ہی سو یہ راہ جب حاصل ہوئی ہی کہ جب اونکی متابعت کرے مثلاً اگر پروردگار حکم کرے کہ اپنے بیٹے کو ذبح کر اوسی وقت ذبح کرنیکو تیار ہوجاوے مانند حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اور اوس لڑکے کو جب حکم کرے کہ اسی وقت ذبح ہو وہ اوسی وقت مستعد ہوجاوے مانند حضرت اسمعیل علیہ السلام کے اور اگر فرماوے کہ دریای عظیم مین گر پڑ اوسی وقت گر پڑے مانند حضرت یونس علیہ السلام کے اور اسی راہ مستقیم کا ذکر حدیث شریف مین آیا ہی کہ ایک روز رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کعبے شریف کے سایے مین بیٹھے تھے کہ صحابہ نے آنکر عرض کی کہ یا رسول اللہ کفار کے ہاتھ سے ہمکو بہت تکلیف پہونچتی ہی حضرت نے فرمایا کہ ایمان والونکو ہمیشہ کافرونکے ہاتھ سے تکلیف پہونچتی رہی ہی یہانتک ہوا ہی کہ مسلمان کو زمین مین گڑھا کھود کر گاڑ دیا ہی اور سر پر آرا رکھکر چیر ڈالا ہی اور اونسے سوای کلمہ توحید کے کچھ اور منہ سے نہین نکالا ہی اور آہنی شانے سے اونکے بدن کے گوشت چھیر ہین اور وہ راہ مستقیم سے ہرگز نہین پھرے ہین اور اوسی راہ پر قائم رہے ہین اور اونھون نے تکلیف کے واسطے دین کو نہین چھوڑا ہی اور جاننا چاہیے کہ صاحب بیضاوی نے لکھا ہی مغضوب علیہم سے مراد عاصی لوگ ہین اور ضالین سے مراد جاہل لوگ ہین سو پوری نعمت بندے پر جب ہوتی ہی کہ اپنے خاوند کو بھی پہچانے اور عمل بھی نیک کرے اکثر اوقات بہت سے لوگ خدا کو پہچانتے ہین لیکن عمل نیک نہین کرتے ہین اور اکثر لوگ عمل نیک کرتے ہین لیکن خدا کو پہچانتے نہین سو ان دونون فرقونکی راہونسے بچنے کا حکم ہوا کہ انکی راہونسے بہت دور بھاگو اور ہمسے پناہ طلب کرو اور بعضونکے نزدیک مغضوب علیہم سے مراد کافر معاند ہی کہ دیدہ و دانستہ دین سے انکار کرے اور ضال سے مراد عاصی ہی کہ جان بوجھکر گناہ کرے اس واسطے حدیث شریف مین آیا ہی کہ بڑا سخت عذاب قیامت کو عالم بےعمل پر ہوویگا کیونکہ سمجھ بوجھکر گناہ کرتے ہین اور لوگونکی خاطر سے حق چھپاتے ہین اور رشوت لیکر فتوی غلط بتاتے ہین اور کافر مومن سبکو خوش رکھتے ہین سو ایسے لوگونکی بھی راہ سے پناہ مانگا چاہیے کہ جان بوجھکر شرک اور گناہ مین گرفتار ہوتے ہین اور بعضونکے نزدیک مغضوب علیہم سے مراد بدعتی ہی اور ضال سے مراد گناہگار ہی اور بعضے

ف راہ انبیا کی راہ مستقیم ہے ۱۲

ف مغضوب علیہم سے مراد عاصی اور ضالین سے جاہل ۱۲

ف عالم بےعمل پر قیامت کو بڑا عذاب ہوگا ۱۲

کہتے ہین اہل ایمان درمیان ان دونون کے بیچ مین ہے ایک خوف اور دوسرا رجا سو مغضوب علیہم سے مراد وہ لوگ
ہین کہ حق تعالی کو صرف قہار جانتے ہین اور غفور نہین جانتے اور ضالین سے مراد وہ لوگ ہین کہ اوسکو صرف
غفور رحیم جان لیتے ہین اور قہار نہین جانتے سو اسی مضمون کو قرآن شریف مین دوسری جگہ فرمایا ہے نَبِّئْ
عِبَادِیْ اَنِّیْ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ وَاَنَّ عَذَابِیْ ھُوَ الْعَذَابُ الْاَلِیْمُ یعنی خبر دیوے اے محمد میرے
بندونکو اسبات کی کہ مین بڑا بخشنے والا مہربان ہون اور خبر دے اسبات کی کہ عذاب میرا عذاب دردناک
ہے سو غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کے معنی یہ ہوئے کہ اے خدا مت رکھ ہمکو اون لوگونکی راہ کہ تجھکو صرف
قہار جانتے ہین اور تیری بخشش کی امید نہین رکھتے اور نہ اون لوگونکی کہ تجھکو صرف بخشنے والا جانکر گناہ کرتے
ہین اور تیرے عذاب سے نہین ڈرتے اور جاننا چاہیے کہ اس سورۃ کے پڑھنے کو جو ہر رکعت مین لازم
مقرر کیا ہے سو وجہ اسکی یہ ہے کہ نماز کے ارکان نہین سات رکن بہت بڑے ہین اور سورۃ کے آیات بھی
سات ہین سو ایک ایک رکن کے مقابل ہین گویا ایک ایک آیت مقرر ہے مثلاً بسم اللہ مقابل قیام کے ہے
اور الحمد للہ رب العالمین مقابل رکوع کے ہے الرحمن الرحیم مقابل قومے کے ہے مالک یوم الدین مقابل
سجدے کے ہے ایاک نعبد وایاک نستعین مقابل جلسے کے ہے اہدنا الصراط المستقیم مقابل دوسرے سجدے کے ہے
صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین مقابل قعدے کے ہے اگر کوئی کہے کہ بسم اللہ کو
مقابل قیام کے رکھا ہے اور الحمد للہ رب العالمین کو مقابل رکوع کے رکھا ہے اسی طرح سے ان ساتونکو
انہین سات رکنونکے مقابل مین رکھنا کیا ضرور تھا اور رکنونکے مقابل مین کیون نرکھا سو اسکا جواب
بہت طول ہے کہ اس مختصر مین گنجایش اوسکی نہین ہے بڑی تفسیرونمین دیکھ لے اور اگر کوئی کہے کہ تمام نماز
مین ایک ایک رکن ہے سجدے دو کیون مقرر ہوئے ہین سو اسکا جواب کئی طرح پر لوگون نے لکھا ہے بعضے
کہتے ہین کہ سجدۂ اولی وہ سجدہ ہے کہ روز ازل مین کیا تھا اور دوسرا سجدہ مقرر ہوا ہے شکر کے واسطے
کیونکہ اگر وہ توفیق نہ دیتا تو ہرگز ہمسے سجدہ ازل مین نہو سکتا سو سجدۂ اولی کا نام سجدۂ ازلی ہے
اور دوسرے سجدے کا نام سجدۂ شکریہ ہے اور بعضے کہتے ہین کہ ہر بات مین دو گواہ مقرر ہوا کرتے
ہین سو قیامت کو یہ دونون سجدے گواہی دیوینگے اس عبادت پر اور بعضے کہتے ہین کہ یہ [illegible]

ف بیان [illegible] ۱۲

۷ اور رکن کے بیان [illegible] ۱۲

ف بیان دو سجدے ہونیکا [illegible] ۱۲

جو شخص کھڑا ہو کر عبادت کرے اوسکو پورا اجر ملیگا اور جو شخص بیٹھکر عبادت کرے اوسکو آدھا اجر ملیگا سو سجدہ حالت جلوس مین ہوتا ہی اس واسطے دو سجدے مقرر کئے ہین تا کہ پورا اجر پاوے اور جاننا چاہیے کہ اس سورۃ مین سات حرف نہین آئے ہین اس واسطے کہ وہ سات حرف سات طرح کے عذاب پر دلالت کرتے ہین جو کہ اس سورۃ مین بالکل رحمت بھری ہوئی ہی اس واسطے اون حرفونکا لانا مناسب نہوا وہ سات حرف یہ ہین ثا و جیم و خا و زا و شین و ظا و فا سو ثا سے اشارہ ثبور ہی یعنی ہلاکت اور جیم سے اشارہ جحیم ہے اور خا سے اشارہ خزی ہی اور زا سے اشارہ زفیر ہی کہ آواز دوزخیونکی ہے یا اشارہ زقوم ہی اور زقوم ایک درخت ہی دوزخ مین کہ جڑ اوسکی ساتوین دوزخ کے تلے ہی اور شین سے اشارہ شہیق ہے اور شہیق کہتے ہین دوزخیونکی چیخ کو چنانچہ حق تعالی فرماتا ہی لَهُمْ فِيهَا زَفِيرٌ وَشَهِيقٌ یعنی واسطے اونکے دوزخ مین آواز سخت ہی اور چلانا اور ظا سے مراد لظی ہی وہ جہنم مین ایک طبقہ ہے کہ اوسکا نام لظی ہے اور فا سے مراد فراق ہی کہ دوزخ مین ہر کسیکو جدائی رہیگی سو جو شخص اس سورہ کو پڑھا کریگا ان عذابون سے محفوظ رہیگا **فائدہ** علما نے کہا ہی کہ یہ سورۃ دو بار نازل ہوئی ہی ایک بار مکے مین اور ایک بار مدینے مین اس واسطے اسکا نام سبع المثانی آیا ہی اور صاحب مدارک نے لکھا ہی کہ بعضے عالمونکے نزدیک یہ سورۃ پہلے مکے مین نازل ہوئی ہی اور وقت فرض ہونے نماز کے مدینے مین نازل ہوئی لیکن صحیح یہ ہی کہ مکے مین نازل ہوئی ہی وقت فرض ہونے نماز کے اور مدینے مین نازل ہوئی ہی جس وقت نماز کا حکم ہوا ہی طرف کعبے کے اور جاننا چاہیے کہ نام اس سورۃ کے بہت ہین لیکن تھوڑے سے بیان کیے جاتے ہین کس واسطے کہ اس مختصر مین سمائی سب نامونکی نہین ہو سکتی ہے ایک نام فاتحۃ الکتاب ہی اور وجہ اس نام کی یہ ہی کہ کتاب الہی کو اس سورۃ کے ساتھ شروع کرتے ہین اور دوسرا نام فاتحہ ہی وجہ اس نام کی یہ ہی کہ نماز مین پہلے اسیکو پڑھتے ہین اور کتاب کے سر پر پہلے اسیکو لکھتے ہین اور تیسرا نام سورۃ الحمد ہی وجہ اس نام کی یہ ہی کہ ابتدا اسکا ساتھ لفظ حمد کے ہی اور چوتھا نام سورۃ الشکر ہی وجہ اس نام کی یہ ہی کہ حمد بنیاد شکر کی ہی جسنے حمد کی اوسکو شکر گذاری کا طور خوب آجاتا ہی اور پانچوان نام سورۃ الکنز ہی وجہ اس نام کی یہ ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہی کہ نزلت سورۃ الفاتحۃ

من کنز تحت العرش یعنی نازل ہوئی ہی سورہ فاتحہ اوس خزانے سے جو نیچے عرش کے ہے اس واسطے نام اسکا سورۃ الکنز ہے اور چھٹا نام سورۃ المناجات ہے وجہ اس نام کی یہ ہی کہ بندہ اس میں رب کے ساتھ مناجات کرتا ہی اور ساتواں نام سورۃ التفویض ہی وجہ اس نام کی یہ ہی کہ بندہ ایاک نستعین کہکر اپنے تمام کامون کو حضرت حق کی طرف سپرد کرتا ہی اور آٹھواں نام سورۃ الوافیہ ہے وجہ اس نام کی یہ ہی کہ یہ سورۃ اپنے پڑھنے والے کو ثواب بھرپور دلواتی ہی اور نواں نام سورۃ الشافیہ ہے وجہ اس نام کی یہ ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ فاتحۃ الکتاب شفاء من کل داء یعنی سورہ فاتحہ شفا ہی ہر بیماری کی وجہ اس نام کی یہ ہی کہ حق تعالی کا نام پاک ظلمت کو دور کر دیتا ہی سو بیماری بھی ظلمت ہے اوسکو بھی اس سے شفا ہو جاتی ہی اور دسواں نام سورۂ رقیہ ہے اور رقیہ کہتے ہیں منتر کو سو وجہ اس نام کی یہ ہی کہ جس بیمار پر پڑھکر دم کر دیو ے وہ بیمار تندرست ہو جاوے چنانچہ ایک صحابی نے مرگی والے پر اس سورۃ کو پڑھکر دم کر دیا تھا وہ اوسی وقت تندرست ہو گیا اور گیارہواں نام سورۃ الاساس ہے وجہ اس نام کی یہ ہی کہ یہ سورۃ نماز کی رکن ہے اور نماز کی بنیاد اسی سورۃ پر موقوف ہے اور بارہواں نام سورۃ الصلوۃ ہی وجہ اس نام کی یہ ہے کہ نماز مین اسکا پڑھنا بہت ضرور ہی چنانچہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور حضرت نے روایت کی ہی حق تعالی سے کہ فرمایا ہی حق تعالی نے کہ نماز کو تقسیم کیا ہی مینے درمیان اپنے اور درمیان اپنے بندیکے آدھی میرے واسطے ہی اور آدھی بندیکے واسطے ہی سو جس وقت کہتا ہی بندہ بسم اللہ الرحمن الرحیم حق تعالی فرشتوں سے فرماتا ہی کہ دیکھو بندہ میرا مجھکو یاد کرتا ہی اور جب بندہ کہتا ہی کہ الحمد للہ رب العالمین حق تعالی فرماتا ہے کہ دیکھو بندہ میرا میری خوبیان بیان کرتا ہی اور جب بندہ کہتا ہی الرحمن الرحیم حق تعالے فرماتا ہی کہ بندہ میرا بزرگی و تعظیم کے ساتھ مجھکو یاد کرتا ہی اور جب بندہ کہتا ہی مالک یوم الدین حق تعالے فرماتا ہی کہ بڑائی بیان کرتا ہی بندہ میرا اور جب کہتا ہی ایاک نعبد و ایاک نستعین حق تعالے فرماتا ہی کہ مضمون اس آیت کا شترک ہی درمیان میرے اور درمیان بندے میرے کے کیونکہ عبادت حق میرا ہی اور مدد طلب کرنا حق بندیکا ہی سو ایاک نعبد کہنے سے حق میرا ادا کیا و ایاک نستعین کے کہنے سے حق اپنا طلب کیا اور جب

بندہ کہتا ہے اہدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین حق تعالے
فرماتا ہے کہ یہ مضمون تمام واسطے بندے میرے کے ہے اور اوسکو سوال اوسکا دونگا یعنی راہ سیدھی دکھاؤنگا
اور غضب و گمراہی سے پناہ مین رکھونگا تیرھوان[13] نام سبع المثانی ہے وجہ اس نام کی یہ ہے کہ ہر رکعت
اور ہر نماز مین یہ سات آیات بار بار پڑھی جاتی ہین اور نماز مین پہلے انہین آیات کو پڑھتے ہین سو اسکی وجہ
یہ ہے کہ حق تعالی کی راہ کے سات دروازے ہین اور یہ سات آیات کنجیان ہین ساتون دروازون
کی سو بندہ جس وقت ان ساتون کنجیون سے اون ساتون دروازون کو کشادہ کرتا ہے تو اوس
وقت اوس راہ مین داخل ہوتا ہے اور نماز مین اوسکو کیفیت آتی ہے یہان تک کہ دنیا و مافیہا سے غافل
ہو جاتا ہے اور کلام الہی کو سماعت کرنے لگتا ہے اسی کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نماز
معراج ہے مسلمانون کی سو وہ ساتون دروازے یہ ہین ایک تو ذکر دوسرے شکر ہے تیسرے امید
ہے چوتھے خوف ہے پانچوین اخلاص ہے چھٹے دعا ہے ساتوین انس کرنا ہے ساتھ راہ انبیا و صلحا کے
بسم اللہ الرحمن الرحیم کنجی ذکر کی ہے الحمد للہ رب العالمین کنجی شکر کی ہے الرحمن الرحیم کنجی امید کی ہے
مالک یوم الدین کنجی خوف کی ہے ایاک نعبد و ایاک نستعین کنجی اخلاص کی ہے اہدنا الصراط المستقیم کنجی
دعا کی ہے صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کنجی انس کرنے راہ انبیا و صلحا کی
ہے اس واسطے ہر بار اس سورۃ کو نماز مین پڑھتے ہین تو ساتون دروازے کھلجاوین اور نماز خوبی سے
ساتھ ادا ہووے اور چودھوان[14] نام اس سورۃ کا قرآن عظیم ہے وجہ اس نام کی یہ ہے کہ سب سورتون سے
یہ افضل ہے ثواب مین اور پندرھوان[15] نام سورۃ تعلیم المسئلہ ہے وجہ اس نام کی یہ ہے کہ حق تعالی نے اس سورۃ
مین اپنے بندون کو مانگنے کا طور سکھایا ہے اور سولھوان[16] نام سورۃ کافیہ ہے وجہ اس نام کی یہ ہے کہ حدیث
شریف مین آیا ہے کہ اس سورۃ کا پڑھنا تمام سورتون پر کافی ہے اور تمام سورتون کا پڑھنا اس سورۃ کو کفایت
نہین کرتا ہے اور سترھوان[17] نام ام الکتاب ہے اور ام القرآن بھی آیا ہے وجہ اس نام کی یہ ہے کہ تمام
علم قرآن کا اسکے بیچ مین موجود ہے اور جاننا چاہیے کہ آدمی کے اندر تین چیزین ایسی ہین کہ شیطان
اونکے سبب سے اوسکو بہت ہلاک کرتا ہے ایک شہوت ہے کہ آدمی اسکے غلبے سے اپنے اوپر ظلم کرتا ہے

ف سورۃ سبع المثانی
ف بیان سات دروازے اور سات کنجیان
ف سورۃ قرآن عظیم
ف سورۃ تعلیم المسئلہ
ف سورۃ کافیہ
ف ام الکتاب ام القرآن
ف تین چیزین ہلاک کرنیوالی

اور دوسرے غضب ہی کہ اوسکے سبب سے غیر پر ظلم کرتا ہی اور تیسرے ہوا ہی کہ اوسکی جہت سے
پروردگار کی نافرمانی کرتا ہی یعنی اوسکے ساتھ شرک کرتا ہے حدیث شریف مین آیا ہی الظلم ثلثة
ظلم لا یغفر وظلم لا یترک وظلم عسى الله ان یترکه فاما الظلم الذی لا یغفر هو
الشرک بالله واما الظلم الذی لا یترک فظلم العباد بعضهم بعضا واما الظلم الذی عسى
الله ان یترکه هو ظلم الانسان على نفسه یعنی ظلم تین قسم کے ہین ایک ظلم ہے کہ وہ
ہرگز نہ بخشا جائیگا اور ایک ظلم ہے کہ وہ ہرگز نہ چھوڑا جاویگا یعنی بغیر بدلے کے معاف نہ ہوویگا اور
ایک ظلم ہے امید ہے کہ اللہ معاف کرے سو وہ ظلم کہ نہ بخشا جاویگا شرک اللہ کے ساتھ ہی اور وہ ظلم
کہ چھوڑا نجاویگا ظلم بندونکا آپس مین ہی کہ ایک دوسرے پر کرتا ہی اور وہ ظلم کہ امید ہی اوسکی بخشش ہویگی وہ
ظلم بندیکا ہی اپنے نفس پر سو ان تین چیزوں سے چھ چیزین اور پیدا ہوتی ہین شہوت سے حرص اور بخل
پیدا ہوتا ہی اور غضب سے عجب اور کبر پیدا ہوتا ہی اور ہوا سے کفر اور بدعت پیدا ہوتا ہی اور ان چھ چیزوں
سے ایک اور چیز پیدا ہوتی ہی کہ جسکا نام حسد ہی اور علامت حسد کی یہ ہے کہ تمام اخلاق آدمی کے بگڑ
جاتے ہین اور شیطان اوسپر بالکل اپنا قبضہ کر لیتا ہی اور آدمی خدا کی جناب مین ملعون ہوجاتا ہی تو جب
یہ تم نے معلوم کیا تو اب جاننا چاہیے کہ ان چیزوں کے علاج کے لیے حق تعالی نے اس سورۂ ام الکتاب کو
مقرر کیا ہے مثلاً جس وقت کہا آدمی نے سچے دل سے بسم اللہ الرحمن الرحیم اس کلمہ پاک سے غضب اور
شہوت اور ہوا زائل ہوجاتی ہی کیونکہ اس کلمے مین تین نام ہین ایک ایک چیز کو زائل کرتے ہین اور جب
کہا صاف دل سے الحمد للہ رب العالمین اوس وقت حرص اور بخل دونون دور ہوجاتے ہین کیونکہ
جب آدمی کو یقین ہوا کہ تمام جہان کا پالنے والا اللہ ہے تو اوسکے ساتھ یہ بھی یقین ہوتا ہے کہ جو تمام
عالم کو پالتا ہی وہ مجھکو بھی پالیگا پھر جب یہ یقین مضبوط ہوجاتا ہے تو اوس وقت حرص بالکل
زائل ہوجاتی ہی اور سمجھنے لگتا ہی کہ پرورش اوسکے اختیار مین ہی میرے حرص کرنے سے کچھ نہین
ہوتا اور بخل بھی جاتا رہتا ہے اس واسطے کہ اپنے خداوند کی سخاوت دیکھکر آپ بھی سخاوت کرنے
لگتا ہے اور جب کہا الرحمن الرحیم مالک یوم الدین اس کلمے سے غضب دور ہوتا ہی کیونکہ اپنے

فائدہ

فائدہ

مالک کو رحیم جانکر آپ بھی رحم کرنے لگتا ہے اور جب کہا ایاک نعبد و ایاک نستعین اس کلمہ سے تکبر
کمتر ہو جاتا ہے کیونکہ جب عاجزی کرنے لگا ایک شخص کے روبرو تو اوس وقت تکبر نہین باقی رہتا
ہے اور جب کہا اہدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین ان لفظون
کے کہنے سے کفر اور بدعت دور ہو جاتے ہین کیونکہ جب راہ سیدھی طلب کر گیا تو معلوم ہوا کہ کفر
سے اور بدعت سے بیزار ہے سو اوس وقت کفر اور بدعت دونون گم ہو جاتے ہین اور ہمنا لطافت
اس سورۃ مین ہر آیت کی یہ ہے کہ جاننا چاہیے کہ اس سورۃ مین اللہ صاحب نے اپنے بندونکو مانگنے کا
طور سکھایا ہے کہ اوس شخص سے مانگنا چاہیے کہ جو صاحب مقدور اور سخی اور کریم اور عزت والا ہووے
اور جو ان چار صفتونکے ساتھ نہ ہووے اوس شخص سے مانگنا ذلت ہے کیونکہ بہتیرے لوگ ایسے ہوتے ہین
کہ صاحب مقدور ہوتے ہین لیکن سخی نہین ہوتے ہین اور بہتیرے ایسے ہوتے ہین کہ سخی ہوتے ہین
لیکن کریم نہین ہوتے ہین اور جب بہتیرے لوگ اونسے مانگنے لگتے ہین تو گھبرا کر اور خفا ہو کر اونکو نکلوا
دیتے ہین اور گالیان دینے لگتے ہین اس سبب سے پھر اونکے پاس کوئی نہین جاتا ہے اور بعضے سخاوت کے
ساتھ کریم بھی ہوتے ہین لیکن کم ہمتی کی سبب سے اپنے موافق سلوک نہین کرتے ہین سو اس سورۃ مین
بڑی عزت دلائی ہے اپنے بندونکو تاکہ مجھی سے مانگا کرین اور دوسرے سے طلب کیا کرین سو پہلے اپنا مقدور
بیان کیا ہے کہ الحمد للہ یعنی اے لوگو تمام خوبیان واسطے اللہ ہی کے ہین سو تم اوسی سے مانگو اور کسی سے طلب
کرو پھر جب لوگون نے یہ سنا تو اونکے خیال مین یہ آیا کہ مقدور والا تو ہے لیکن بخیل ہووے کہ ہمارا مانگنا
خالی جاوے تو اسکے آگے فرمایا کہ رب العالمین بخیل نہین ہے بلکہ یہ وہ شخص ہے کہ اوسکی عرش سے فرش تک پھیلی ہوئی
ہے اور سخاوت اوسکی ہر عالم مین مشہور ہے پھر اسکے بعد یہ دھیان مین آیا کہ سخی تو ہے لیکن دینے کے وقت
کسیکو برا کہتا ہووے اور جب بہت سے لوگ مانگنے کو جمع ہو جاتے ہون تو اونکو مین نکلوا دیتا ہووے سو
اس خوف سے ہم نہین مانگ سکتے ہین سو اسکے بعد فرمایا کہ الرحمن الرحیم یعنی بڑا مہربان ہے اور بہت پیار
کرتا ہے اپنے بندونکو اور جو نہین مانگتا ہے اوسپر بہت خفا ہوتا ہے اور مانگنے والونسے بہت خوش ہوتا ہے اور
نہ مانگنے پر حضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ من لم یسأل اللہ یغضب علیہ یعنی جو شخص نہین مانگتا ہے اللہ سے

غصہ کرتا ہوا آیا اور اوسکے پیچھے بعد اسکے خیال آیا کہ بہت سے لوگ سخی بھی ہوتے ہین اور کریم بھی ہوتے ہین لیکن ہمت اونکی پست ہوتی ہے اس سبب سے مانگنے والونکی حاجت کو خوب طرح سے نہین روا کر سکتے ہین سو پھر جب حاجت روا ہو ئی تو ایسے سے مانگنا کیا ضرور ہے اس واسطے آگے فرمایا ہے کہ مالک یوم الدین یعنی مالک ہے روز جزا کا دنیا کی کیا حقیقت ہے ہمت اوسکی ایسی بلند ہے کہ قیامت کے روز اپنے بندونکو کئی کئی چاندی اور سونیکے محل دیویگا اور طرح طرح کے باغونمین رکھے گا سو ہمت اوسکی بڑی بلند ہے تمسے جو مانگا جاے سو مانگو پھر اسکے بعد ایک اور ادب سکھایا کہ یہ سنچاہیے تمکو کہ جب ہم تمھاری حاجت کو روا کرین تو اوس وقت تم ہماری عبادت کرو اور ہمارے دروازے پر پڑے رہو اور جب ہم تمھاری حاجت کو اٹکا رکھین تو اوس وقت دوسرے لوگونکی تعظیم کرنے لگو اور اونکے دروازے پر جا جا مانگنے لگو سو ایسے غلام نمک حرام ہوا کرتے ہین تمکو یہ چاہیے کہ تم یون کہو ایاک نعبد و ایاک نستعین یعنی ہم تجھی کو عبادت کرینگے اور تجھی سے مدد چاہینگے تو چاہے ہماری حاجت روا کر یا نہ کر ہم دوسرے کے دروازے پر ہرگز نہ جاوینگے اور سوا تیرے کسیکی عبادت نکرینگے پھر اوسکے بعد ایک اور طور مانگنے کا سکھایا کہ تم یہ نکیا کرو کہ جو چیز اپنے نزدیک اچھی دیکھو سو اوسکو مانگنے لگو کیونکہ بہتیری چیزین ایسی ہوتی ہین کہ تم اونکو اپنے حق مین اچھا جانتے ہو اور وہ حقیقت مین بری ہوتی ہین سو تم یہ دعا کرو اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین یعنی دکھا ہمکو راہ سیدھی اور راہ اونکی کہ نعمت کی تو نے اونپر نہ راہ اونکی کہ جن پر غصہ ہوا تیرا اور نہ راہ اونکی کہ جو گمراہ ہوگئے یعنی وہ چیزین ہمکو دے کہ جسمین راہ مستقیم ہماری قائم رہے اگر دنیا بھی دیوے تو ایسی دیوے کہ جسمین ہمارا دین برباد نہووے اور ویسی دنیا نہ نصیب کر کہ جسمین تیرا غضب ہووے اور تیری راہ کو ہم بھول جاوین آمین یا رب العالمین اور جاننا چاہیے کہ فضائل اس سورۃ کے یہ ہین بخاری شریف مین لکھا ہے کہ ابو سعید نے کہا ہے کہ ایک روز مین مسجد نبوی مین نماز پڑھتا تھا کہ ناگاہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو پکارا مین نماز مین تھا اس واسطے مینے جواب نہ دیا پھر نماز پڑھکر مین آیا اور عذر خواہی کی مینے کہ یا رسول اللہ مین نماز پڑھتا تھا فرمایا کہ یہ عذر مسموع نہین ہے رسول کے پکارنیکو ہر وقت قبول کیا چاہیے جیسے کہ

بیان فضائل اس سورۃ کا ۱۲

اللہ صاحب نے فرمایا ہی یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ یعنی اے
مسلمانون قبول کرو حکم اللہ اور رسول کا جس وقت کہ پکارے تمکو بعد اسکے فرمایا کہ میرے ساتھ ہوئے
ہین تجھکو پہلے مسجد کے نکلنے سے ایسی سورۃ تعلیم کرون کہ جو تمام قرآن شریف کی سورتون سے بڑی سورۃ
ہی سو مین حضرت کے ساتھ ہو لیا جب مسجد کے دروازے کے پاس پہونچے تب مینے یاد دلوایا فرمانے لگے
کہ وہ الحمد للہ رب العالمین ہی اور یہی ہے سبع مثانی اور قرآن عظیم اور حق تعالی اسکے نازل کرنے
کا مجھپر احسان رکھتا ہی اور ترمذی اور نسائی مین بھی مثل اس قصے کے سید القرا ابی بن کعب سے
آیا ہے اور اومین یہ بھی کلمہ واقع ہوا ہے کہ اَتُحِبُّ اَنْ اُعَلِّمَكَ سُوْرَةً لَمْ تَنْزِلْ فِي التَّوْرٰىةِ
وَلَا فِي الْاِنْجِيْلِ وَلَا فِي الزَّبُوْرِ مِثْلُهَا یعنی چاہتا ہی تو کہ سکھاؤن مین تجھکو ایک سورۃ کہ
نہین نازل ہوئی توریت مین اور نہ انجیل مین اور نہ زبور مین مثل اوسکے کہا ابی بن کعب نے کہ
ہان سکھاؤ مجھکو یا رسول اللہ فرمایا کہ وہ سورۃ ام القرآن ہی کہ ہر نماز مین تو اوسکو پڑھتا ہی اور مسلم مین
ابن عباس سے آیا ہی کہ ایک روز جبرئیلؑ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ ناگاہ آسمان سے
دروازہ کھلنے کی آواز آئی حضرت جبرئیلؑ غور کرکے دیکھنے لگے اور فرمایا کہ جو کھلا ہی یہ دروازہ اس سے
پہلے آج تک کبھی کھلا نہین پھر فرمانے لگے ایک فرشتہ آتا ہی آسمان سے کہ آدم کی پیدایش سے اس دن
تک کبھی نہین آیا ہی زمین پر پھر اتنے مین وہ فرشتہ حضرت کے پاس آیا اور کہا خوش ہو اے محمد صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کہ حق تعالی نے تجھکو دو نور دیے ہین اور پہلے تیرے کسی نبی کو نہین دیے ہین ایک تو سورۃ
فاتحہ ہی اور دوسری آمن الرسول ہی آخر تک کہ ان دونون کے پڑھنے سے ایک ایک حرف پر ثواب
عظیم لکھا جاتا ہی انتہی اور بخاری اور مسلم مین آیا ہی کہ اصحاب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سانپ اور
بچھو کے کاٹے پر اس سورۃ کو پڑھکر دم کرتے تھے اور دیوانون اور مرگی والون پر بھی پڑھا کرتے تھے
اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سنکر جائز رکھتے تھے اور دارقطنی مین آیا ہی کہ ابن عساکر نے سنا ہی
سائب بن یزید سے کہ وہ کہتے تھے کہ میرے درد پر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی سورۃ کو
پڑھا تھا اور بعد پڑھنے کے آب دہن لیکر اوس درد پر لگا دیا تھا اور بیہقی نے بیچ شعب الایمان کی

کہا ہے کہ حضرت نے فرمایا ہے کہ فاتحۃ الکتاب شفا ہے ہر بیماری کو اور بزار نے اپنی مسند میں انس بن مالک
سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص رات کو سوتے وقت سورۂ
فاتحہ کو اور قل ہو اللہ احد کو پڑھ کر اپنے اوپر دم کریگا تو تمام شب امان میں رہیگا مگر موت سے ناچار ہے
اور عبد بن حمید نے بھی اپنی مسند میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ فاتحۃ الکتاب برابر دو تہائی
قرآن شریف کے ہے ثواب میں اور ابو الشیخ اور طبرانی روایت کرتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا ہے کہ چار چیزیں مجھکو گنج عرش میں سے ملی ہیں اور کوئی چیز سوا ان چار کے اوس گنج
میں سے نہیں ملی ہے سوا ایک ام الکتاب ہے دوسری آیۃ الکرسی تیسری خاتمہ سورۂ بقر کا
چوتھی سورۂ کوثر ہے اور ابو نعیم اور دیلمی نے روایت کی ہے ابو الدرداء سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ فاتحۃ الکتاب کفایت کرتی ہے اوس چیز سے کہ کوئی چیز قرآن میں کفایت
نہیں کرتی ہے اور اگر سورۂ فاتحہ کو ترازو کے ایک پلے میں رکھے تو مقرر سورۂ فاتحہ تمام قرآن سے
سات حصے زیادہ ہو ویگی اور ابو عبید نے فضائل قرآن میں حضرت حسن بصری سے مرسلاً روایت
کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے سورۂ فاتحہ کو پڑھا گویا توریت وانجیل
و زبور اور فرقان کو پڑھا اور ابو نعیم نے حلیۃ الاولیا میں اور وکیع نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ ابلیس
کو اپنی تمام عمر میں چار دفعہ نوحہ کرنے کا اور سر پر خاک ڈالنے کا اتفاق ہوا ہے ایک تو اوس وقت
کہ جس وقت اوسپر لعنت ہوئی تھی اور دوسرے جس وقت کہ آسمان سے زمین پر پھینکا گیا اور تیسرے
جس وقت کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی ہوے اور خلقت کی طرف بھیجے گئے اور چوتھے جس وقت
سورۂ فاتحہ نازل ہوئی اور ابو الشیخ نے کتاب الثواب میں لکھا ہے کہ جس شخص کو کچھ حاجت ہووے
تو چاہیے کہ سورۂ فاتحہ پڑھا کرے اور بعد اوسکے اپنی حاجت مانگا کرے قریب ہے کہ اوسکی
حاجت کو حق تعالی بر لاوے اور ثعلبی نے شعبی سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے شعبی سے
شکایت درد گردن کی کی شعبی نے کہا کہ تو اساس القرآن پڑھا کر اور درد پر دم کر لیا کر اوسنے کہا
کہ اساس القرآن کون سی سورۃ ہے شعبی نے کہا کہ وہ سورۂ فاتحہ ہے اور بعضے بزرگوں نے

تجربہ کرکے لکھا ہے کہ سورہ فاتحہ اسم اعظم ہے اور پڑھنا اسکا ہر مطلب کو مفید ہے اور اسکے دو طریقے
ہیں اوّل یہ ہے کہ صبح کو درمیان سنت اور فرض کے ساتھ ملا دینے بسم اللہ کے ساتھ الحمد للہ
کے اکتالیس مرتبہ پڑھے اور چالیس روز تک ناغہ نکرے پھر جو حاجت ہوگی حق تعالی اسکو
روا کریگا اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ مہینے کے اول یکشنبہ کو درمیان سنت اور فرض فجر کے بغیر ملانے
میم کے ساتھ لام کے ستر مرتبہ پڑھنا شروع کرے اور ہر روز اوسی وقت دس دس بار کم کرتا جاوے
یہانتک کہ ہفتے کو ختم ہوجاوے اور اگر کسی پر جادو ہوئے تو یہی سورۃ پانی پر دم کرکے چالیس
روز تک پلایا کرے اور اگر چینی کے پیالے پر اس سورۃ کو گلاب اور زعفران سے لکھکر چالیس روز تک
پلایا کرے تو ہر مرض اور ہر جادو کو مجرب ہے اور اگر دانت میں اور سر میں یا شکم میں کسیکے درد ہو
اور اس سورۃ کو سات بار پڑھکر دم کردیوے تو یہ بھی بہت مجرب ہے تمام ہوئی تفسیر سورۂ
فاتحہ کی حق تعالی ہمکو اور سب بھائی مسلمانون کو اسکا فائدہ نصیب کرے اور قرآن شریف
کے معنی ہمکو سمجھاوے اور شرک سے اور بدعت سے باز رکھے اور اپنے بندون نیک گروہ میں
ہمکو داخل کرے اور سلف کے طریقے کی راہ دکھاوے آمین آمین آمین یا رب العالمین

فائدہ کچھ حال مؤلف اس تفسیر کا لکھا جاتا ہے کہ مولوی حافظ محمد اکرام الدین صاحب انکا
نام تھا اور دار السلطنت شاہجہان آباد انکا مقام تھا اور قدوۃ المفسرین زبدۃ المحدثین جناب
حضرت شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی قدس سرہ کی خدمت سے ذخیرہ سعادت
دارین حاصل کیا کرتے تھے اور ہمیشہ مجلس وعظ شریف سے فیضیاب معانی اور حقائق ہوا کرتے
تھے چنانچہ دو مرتبہ تمام و کمال درس قرآن مجید کا اور لطائف اور نکات اوسکے حضرت ممدوح
کی زبان سے سنا اور بہت سے نادر دقائق و اسرار اونکے بیان سے سمجھے جب حضرت ممدوح نے
اس جہان گذران سے فردوس اعلی کو انتقال کیا انھون نے آگرہ آباد میں بطلب معاش پیشہ
مدرسی کو اختیار کیا ساکنین وہان کے فصاحت اونکی پر شیفتہ اور لطیفہ تقریر پر فریفتہ تھے

آخرین دونون مین جناب سید السادات منبع الفیوض والبرکات حضرت سید احمد صاحب
قدس اللہ سرہ السامی تشریف شریف لائے اور اوس شہر مین انوار فیضان کے پھیلائے
انکا لطف بیان سنکر درس گوئی کے لیے ارشاد فرمایا اور دعا دیکر دست مبارک سر و سینے پر
پھیر کر انکو منبر پر بٹھلایا اوس روز سے انکی تقریر مین نہایت فصاحت اور بلاغت پیدا ہوئی کہ
خلائق الہ آباد و شاہجہان آباد وغیرہ کی انکے وعظ کی شیدا ہوئی یہان تک کہ مجلس وعظ مین
مردم بیشمار آتے تھے اور انکے بیان سے اہل علم و بے علم بھی حظ وافر اوٹھاتے تھے حق تبارک
و تعالی انکو جزائے حسنی بخشے ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین

خاتمۃ الطبع

فاتحہ کلام حمد ملک العلام کہ جسنے اپنی قدرت کاملہ سے ایک عالم کو پیدا فرمایا اور بوسیلہ
جمیلہ انبیا و مرسلین مومنین کو صراط مستقیم دین پر چلایا اما بعد ارباب صدق و یقین کو بشارت
ہو کہ ان دنون کتاب لاجواب ہدایت انتما تفسیر سورہ فاتحہ مفید و کارآمد خدا پرستان مولفہ
جامع کمالات مرضیہ منبع سعادات شرعیہ بدر سماے تحقیق مرکز دائرہ تدقیق عالم علیمی فاضل لوذعی
کشاف غوامض نکات متین مولوی محمد اکرام الدین طاب ثراہ مطبع آفاق مرجع
مصدر جود و ہمم صاحب جاہ و زر منشی نولکشور صاحب
باہتمام منصرم باکمال لالہ بشیشر دیال صاحب مقام
کانپور مین ماہ ربیع الاول ۱۲۹۴ ہجری مطابق
ماہ اپریل ۱۸۷۷ عیسوی
مین چھپی



خاتمہ